يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ ابتَغُوا اِلَيهِ الوَسِيلَةَ

شجرۂ طیبہ

اصلها ثابت و فرعها فی السماء
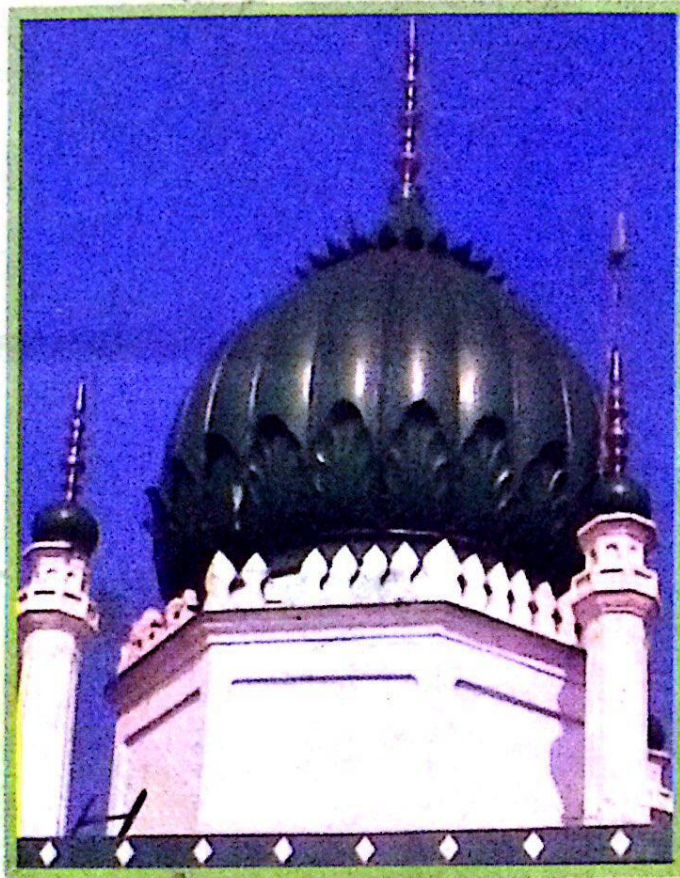
خواجگان نقویہ نقشبندیہ مجددیہ امینیہ

آلومہار شریف

تحصیل ڈسکہ، ضلع سیالکوٹ

شجرۂ طیبہ

حسب الارشاد

شیخ طریقت، خطیب العصر

حضرت صاحبزادہ **سیّد مرتضیٰ امین** دامت برکاتھم

زیب سجادہ آستانہ عالیہ آلومہار شریف

ہدیہ: 50 روپے

رابطۂ خرید

صوفی محمد اقبال نقشبندی خادم آستانہ عالیہ

ہاؤس نمبر 5، صاحبزادہ پیر فیض الحسن روڈ (سابقہ ہملٹن روڈ)

صاحبزادہ پیر فیض الحسن ہاؤس، گوجرانوالہ۔ فون: 03361421985

حمد باری تعالیٰ جل جلالہ

صاحبزادہ سید فیض الحسن شاہؒ تاجدار آلومہار شریف

جہان بزم خرد میں منتہائے جستجو تو ہے
خمستاں میں وہیں مقصود سوز آرزو تو ہے

نسیم صبح ہے نکہت بداماں، فیض سے تیرے
چمن افروز اے جان بہار رنگ و بو تو ہے

ضیا کون و مکاں میں، مہر عالم تاب ہے تیری
تجلی ریز، بزم زندگی میں چار سو تو ہے

جہان عشق کی آبادیاں تیرے ہی دم سے ہیں
نوا بلبل میں ہے تیری، رگِ گل میں لہو تو ہے

فروغ بزم امکاں ہے تیرے نور تجلی سے
اس آئینہ میں جلوہ ریز گویا ہو بہو تو ہے

تیری رنگینیاں قیدِ بیاں میں آنہیں سکتیں
زبانِ گُل سے لیکن یہ سُنا ہے سرخرُو تو ہے

خرد کہتی رہی روپوش ہے تو لاکھ پردوں میں

مگر میری نظر میں جلوہ فرما چارسو تو ہے

ترے ہی فیض سے آباد ہے مے خانہ ہستی

مئے خوش رنگ تو، پیر مغاں تو، اور سبو تو ہے

◆◆◆◆◆◆◆

نعتِ مصطفیٰ ﷺ

صاحبزادہ سید فیض الحسن شاہ صاحبؒ

فکروفن تیرے لیے حُسنِ بیاں تیرے لیے
اہتمامِ بزم ہے اے جانِ جاں تیرے لیے

مضطرب ہے گردش کون و مکاں تیرے لیے
گامزن ہے زندگی کا کارواں تیرے لیے

ہے مکاں تیرے لیے اور لا مکاں تیرے لیے
رونقِ بزم جہاں ایں و آں تیرے لیے

دم بخود ہیں یہ زمین و آسماں تیرے لیے
ہے بپا ہنگامۂ کون و مکاں تیرے لیے

اے دُرِ دُرجِ رسالت ﷺ گوہر نایاب حُسن
وقف ہے آغوشِ بحرِ بے کراں تیرے لیے

کاروان عشق کی تُو منزلِ مقصود ہے!
ہے یہ سارا ذوق وشوق رہرواں تیرے لیے

شوق نے تیرے اُٹھائے سب حجاباتِ قدم
کُھل گئے قدرت کے سب رازِ نہاں تیرے لیے

سُن کبھی اے جانِ خوبی قصۂ دردِ نہاں
ہے لکھی دل نے مرے یہ داستاں تیرے لیے

چشمِ نرگس مست ہے تیری مئے دیدار سے
قمریاں ہیں شوق سے رطب اللساں تیرے لیے

محفلِ ہستی کی جنسِ بیش قیمت ہے توئی
ہے سجائی زندگی نے یہ دُکاں تیرے لیے

کلکِ قدرت جھومتا ہے شوخیِ تحریر پر
وجد میں ہے میرا قلب نکتہ داں تیرے لیے

اِک نگاہِ ناز ہم پہ شاہدِ کنجِ حرا
ہے سراپا شوق جانِ عاشقاں تیرے لیے

ہیں اُٹھائے فیض بے کس نے بھی اے جانِ جہاں
کیسے کیسے درد کے کوہِ گراں تیرے لیے

◆◆◆◆◆◆◆

عشق و مستی کا حُسیں دلکش نگر آلو مہار

اے سرزمین اولیاء، اے خطۂ آلو مہار
شوکتِ خورشید تیرے ایک ذرے پر نثار

حضرت شیخ مجددؒ کی ولایت کا امیں
عشق و مستی کا حسیں دلکش نگر آلو مہار

جلوہ نور محمدؐ کا یہ سارا بانکپن
تاجِ فقرِ اولیاء اس آستانے کا غبار

ہادی راہ ہدیٰ کی، پاک نظروں کے طفیل
ہوگیا اس آسماں کا ہر ستارہ نامدارؒ

اولیائے گلشنِ چنرؒ شہی، تم پر سلام
ہے تمہارے فیض سے بزمِ طریقت میں بہار

جن کی آغوش ولایت ہے، امینؒ اہل دل
جس طرح پنہاں صدف میں گوہر صد آبدار

اولیاء اس سرزمین کے، گلشن آل رسول ﷺ

اے حسینؒ پاک تیری نکہتوں کا یہ نکھار
کشور پنجاب کا جھومر ، وطن کی آبرو

سید فیض الحسنؒ ، اہل نظر کا تاجدار
اپنے منگتوں کو نوازا آپ نے ہے کس قدر

ہے رضا ثاقب بھی، تیرے ادنیٰ منگتوں میں شمار

پیرزادہ محمد رضا ثاقب

•••••••

مفہوم بیعت حضرت علیؑ کے مطابق

ڈاکٹر محمد مدثر غفور نقشبندی (صدر شعبہ کامرس، پنجاب یونیورسٹی، گوجرانوالہ کیمپس) بیان کرتے ہیں کہ یہ ۱۹۹۷ء کا واقعہ ہے جب میں انٹرمیڈیٹ کے امتحانات دے کر فارغ ہوا تھا۔ اور اُس وقت تک میں مقام طریقت سے متعلق ناپختہ اور منفی سوچ رکھتا تھا۔ پھر ایک رات میں نے خواب میں خود کو مسجد نبوی کے باہر کھڑا ہوا پایا اور کیا دیکھتا ہوں کہ اندر سے پانچ بزرگ ہستیاں باہر تشریف لاتی ہیں۔ اُن میں درمیان والی ہستی حضرت علی کرم اللہ وجھہ کی ہے۔ اُن کے دائیں جانب دو اصحابہ کرامؓ ہیں اور بائیں جانب خطیب الاسلام صاحبزادہ سید فیض الحسن شاہ صاحبؒ اور خلیفہ حاجی محمد غفور صاحبؒ ہیں۔

حضرت علی کرم اللہ وجھہ مجھ سے فرماتے ہیں کہ تم یہاں پیر و مرید کے تعلق اور مفہوم بیعت کو جاننے آئے ہو۔ میں نے عرض کی۔ جی ہاں، تو آپ خود ارشاد فرماتے ہیں۔ مرشد اُس کو کہتے ہیں جو خود قرآن وسُنت پر چلتا ہو اور ایسا کرتے ہوئے وہ دوسروں کی رہنمائی کرتا ہو اور جس کی رہنمائی کرے اُسے مرید کہتے ہیں اور جب مرید اپنا ہاتھ (صدقِ دِل اور خلوص نیت سے) اِس مقصد کیلئے اپنے مرشد کے ہاتھ میں دیتا ہے تو اِس عمل کو بیعت کہتے ہیں۔

مدثر غفور نقشبندی صاحب کے مطابق الفاظ میں کمی بیشی ہوسکتی ہے لیکن مرشد، مرید اور بیعت کے مفہوم جس انداز سے آپ علیہ السلام نے بیان فرمائے اُس میں کچھ شک نہیں۔

واللہ اعلم بالصواب

مشائخِ آلومہار شریف

تاریخ اسلام شاہد ہے کہ ہندوستان میں اسلام کی روشنی اولیاء کرام کے نفوسِ قدسیہ کے ذریعے عام ہوئی۔ سلسلہ نقشبندیہ کے پہلے بزرگ جنہوں نے ہندوستان میں اس سلسلہ کی تعلیمات اور فیوض و برکات کو عام کیا وہ حضرت خواجہ محمد باقی باللہ نقشبندی دہلوی رحمتہ اللہ علیہ ہیں۔ اس سلسلہ کی عظمت اور وسعت کی واضح علامت آپ کے مرید صادق امام ربانی مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمتہ اللہ علیہ ہیں۔ جن سے یہ سلسلہ شہرۂ آفاق ہوا اور دنیا کے گوشہ گوشہ میں طریقت نقشبندیہ کی روشنی پھیل گئی جس نے مردہ دلوں کو زندہ اور تاریک دلوں کو روشن کر دیا۔ اس سلسلہ کی روشنی پھیلی تو پنجاب میں ضلع سیالکوٹ کے ایک قصبہ آلومہار شریف میں بھی ایک روحانی مرکز قائم ہوا جس سے ایک دنیا فیضیاب ہونے لگی۔

حضرت خواجہ محمد جیون شاہ رحمتہ اللہ علیہ

(المعروف شہہ شیر سوار)

اشراف سادات آلومہار شریف میں پہلے بزرگ حضرت سید محمد جیون شاہ رحمتہ اللہ علیہ ہوئے ہیں۔ جو حضرت امام علی نقیؑ کی اولاد سے تھے۔ آپ بنیادی طور پر فقہ جعفریہ پر کاربند تھے لیکن اصحابہ کرامؓ اور ازواج رسول ﷺ کی عزت وتکریم اور محبت اُن

کے دل میں انتہائی جاگزیں تھی۔ آپ کا خاندان خراسان میں حکومت کے اعلیٰ مناصب پر فائز تھا۔ منشائے ایزدی کے مطابق اِس خاندان نے حکمرانی کو خیر باد کہہ کر درویشی کی زندگی اختیار کر لی۔ چنانچہ یہ خاندان خراسان سے ہجرت کر کے پہلے روہڑی، سندھ اور پھر آلومہار شریف میں قیام پذیر ہوا۔ حضرت سید جیون شاہ رحمتہ اللہ علیہ ایک روایت کے مطابق حضرت امام علی الحق شہید سیالکوٹی رحمتہ اللہ علیہ کے دور میں یاران کے ہمراہ بسلسلہ تبلیغ و جہاد یہاں تشریف لائے۔ اِس علاقہ میں علم وعرفان کی شمع روشن کی۔ ان کے متعلق یہ کرامت بہت مشہور ہے کہ وہ شیر پر سواری کیا کرتے تھے اور سانپ کا چابک ہاتھ میں رکھا کرتے تھے اور اپنے دور میں "شہہ شیر سوار" کے نام سے مشہور تھے۔ آپ کا مزار، دربارِ آلومہار کی مسجد کے بالمقابل پالکی نما ہے۔

خواجہ خواجگان شمسُ الہند

حضرت سید محمد چنن شاہ رحمتہ اللہ علیہ نوری دائم الحضوری

آلومہار شریف کا نام ابتدا میں جس شخصیت کی وجہ سے زیادہ مشہور ہوا وہ حضرت اعلیٰ خواجہ سید محمد چنن شاہ رحمتہ اللہ علیہ ہیں۔ دنیائے روحانیت میں آپ کا وجود مسعود، آفتاب جہاں تاب کی طرح روشن وظاہر ہے۔ آپ کا وجود اس علاقہ میں اٹھارہویں صدی عیسوی کے آخر میں ظہور پذیر ہوا۔ حضرت خواجہ سید محمد چنن شاہ رحمتہ اللہ علیہ ۱۱۹۹ ہجری میں آلومہار شریف میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد بزرگوار خواجہ سید محمد

رمضان شاہ رحمتہ اللہ علیہ تھے جو خواجہ محمد جیون شاہ رحمتہ اللہ علیہ کے فرزند تھے۔ بچپن میں
ضروری دینی تعلیم کے حصول کے بعد اپنے برادرِ اکبر سید دیدار علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ کے
پاس پشاور پہنچے جو وہاں ایک اعلیٰ سرکاری عہدے پر مامور تھے۔ ان کی نگرانی میں ہی آپ
نے فوج میں ملازمت اختیار کر لی۔ مگر قدرت کو ان سے کوئی اور ہی کام لینا منظور تھا۔ اس
لیے ملازمت میں آپکا دل نہ لگ سکا۔ فقراء وعلماء کی مجالس میں بڑے ذوق سے حاضری
دیتے اور کسی مرشد کامل کی تلاش میں رہتے۔

آپ ایک دن جذب و مستی کے عالم میں جنگل میں گھوم رہے تھے کہ دریائے کابل
کے کنارے ایک باکمال مست بزرگ کی زیارت نصیب ہوئی۔ اس بزرگ نے کہا سید چنن شاہ
رحمتہ اللہ علیہ ادھر آپ اپنا وقت ضائع نہ کریں۔ فوراً اپنے وطن واپس لوٹ جائیں وہاں ہی آپ کو
دلی مراد حاصل ہوگی چنانچہ آپ واپس آلومہار شریف آگئے اور پیر کامل کی جستجو برقرار رہی۔

انہی دنوں حضرت قطب العالم ہادی نامدار رحمتہ اللہ علیہ نتھیال شریف
(اٹک) سے بغرض تبلیغ و ہدایت شہر سیالکوٹ میں تشریف فرما ہوئے۔ خواجہ ہادی نامدار
نتھیالوی رحمتہ اللہ علیہ ایک اعوان پٹھان فقیر کامل اور صوفی باصفا تھے۔ آپ خواجہ جہاں شیخ
المشائخ حضرت باوا جی خواجہ نور محمد چوراہی فاروقی رحمتہ اللہ علیہ کے خلیفہ اول تھے۔ خواجہ نور محمد
چوراہی رحمتہ اللہ علیہ کا سلسلہ حسب نسب 35 واسطوں سے حضرت عمر فاروق ؓ سے جاملتا ہے
اور تین یا چار واسطوں سے آپ حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی فاروقی رحمتہ اللہ علیہ
کی اولاد پاک ہیں۔ خواجہ ہادی نامدار نتھیالوی رحمتہ اللہ علیہ کی ولایت و بزرگی کا شہرہ
سن کر حضرت سید چنن شاہ رحمتہ اللہ علیہ زیارت کی نیت سے حاضر ہوئے اور راستے ہی میں

دل میں یہ عہد کر لیا کہ اگر یہ بزرگ سید، شیعہ اور عالم ہوئے تو ان کے سلسلہ بیعت میں
شامل ہو جاؤں گا۔ جب آپ ہادی نامدار رحمتہ اللہ علیہ کی مجلس میں حاضر ہوئے تو باادب
رہتے ہوئے پیٹھ کے پیچھے بیٹھ گئے اور دل میں درود شریف پڑھنا شروع کر دیا۔ خواجہ ہادی
نامدار رحمتہ اللہ علیہ نے منہ پھیرے بغیر فرمایا کچھ لوگ آتے ہیں اور پیچھے بیٹھ کر درود شریف
پڑھتے ہیں۔ ایسا نہیں ہونا چاہیے شاہ جی آگے آجاؤ۔

حضرت سید چنن شاہ رحمتہ اللہ علیہ نے اسی کرامت سے متاثر ہو کر حلقہ بیعت
میں شامل کرنے کا سوال پیش کر دیا تو ہادی نامدار رحمتہ اللہ علیہ نے مسکراتے ہوئے فرمایا،
شاہ جی! میں نہ تو سید ہوں نہ شیعہ ہوں اور نہ عالم ہوں۔ میں تو اعوان پٹھان فقیر ہوں۔
حضرت سید چنن شاہ رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے دل کا حال جب ان کی زبان پر سنا تو عرض کیا
حضرت آپ ہی سید گر (یعنی سید کی تربیت کرنے والے) اور باقی سب کچھ بھی آپ ہی
ہیں۔ اور یہ شعر سنایا ہے۔

ہر کہ عاشق شد جمال ذات را
اوست سید جملہ موجودات را

چنانچہ آپ شرفِ ذات سے بہرہ ور ہوئے اور ہادی نامدارؒ کی باطنی روحانی
توجہات سے بہت جلد حقیقت و معرفت کے مقام اعلیٰ پر فائز المرام ہوگئے۔ آپ کی زندگی
اتباعِ سنت، پیروی شریعت اور زہد و دیانت سے عبارت تھی۔ آپ ہمیشہ کم خوردن پر
عامل رہے اور قوت لایموت پر اکتفا کیا۔ خلوت پسندی معمول تھا۔ مراقبہ میں استغراق کی
کیفیت طاری ہو جاتی۔ آپ اکثر کھیتوں میں چھپ کر مراقبہ کرتے سردیوں کی شدت میں

بھی آپ ساری رات کھیتوں میں مراقب رہتے حتی کہ اوڑھنے کی چادر پر کہر جم جاتی لیکن آپ کی یکسوئی اور حضوری میں ذرہ برابر فرق نہ آتا۔ دن کی روشنی میں جب آپ مراقبہ فرماتے تو آپ کے جسم کا سایہ تک غائب ہو جاتا۔ اسی بنا پر آپ صوفیاء میں نوری دائم الحضوری کے طور پر معروف رہے۔

آپ نے اپنے وصال سے قبل اپنے نورِ نظر حضرت خواجہ سید محمد امین شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو بلوا کر سینے سے لگایا اور تمام خاندانی فیوض و برکات سے مالا مال کر دیا۔ آپ نے نماز عشاء پڑھتے ہوئے آخری سجدے میں داعی اجل کو لبیک کہا۔ آپ کا وصال ۱۸۹۰ عیسوی میں ہوا۔

قطب الاقطاب حضرت خواجہ سید محمد امین شاہ رحمۃ اللہ علیہ

(المعروف حضرت ثانی)

حضرت خواجہ خواجگان قطب الاقطاب سید محمد امین شاہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد گرامی حضرت اعلیٰ شمس الہند خواجہ سید محمد چنن شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے اکلوتے صاحبزادے تھے۔ آپ تقریباً ۱۲۴۶ ہجری میں آلومہار میں پیدا ہوئے اور ۱۳۰۸ ہجری میں جانشین مقرر ہوئے۔ مبداء فیاض سے طبع حلیم اور قلب سلیم لے کر آئے تھے۔ طبیعت میں جمال کا پہلو غالب تھا۔ انسان دوستی، بندہ پروری، مہمان نوازی ان کا شعار تھا۔ خورد و نوش اور طعام و لباس میں آپ کی روش سنت نبوی ﷺ کے مطابق سادگی پر مبنی تھی۔ سنت و شریعت کے معاملات اور طریقت کے معمولات میں آپ قدم راسخ رکھتے تھے۔ رخصت کی بجائے

عزیمت اور کرامت کی بجائے استقامت کو ترجیح دیتے تھے۔ ایک مرتبہ سفر میں ایک شخص مسلسل تین ماہ آپ کے ساتھ رہا اور جاتے ہوئے کہنے لگا کہ میں نے آپ کے ہاں کشف و کرامات کا اثر نہیں دیکھا۔ صرف مولویت دیکھی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ تم نے سفر و حضر میں اور مرض و صحت میں مجھے دین و فرائض اور طریقت کے معمولات میں کوتاہی یا غفلت کرتے دیکھا ہے؟ اُس نے کہا نہیں۔ آپ نے فرمایا دین پر استقامت نصیب ہو جائے تو یہ ہزار کرامت سے بہتر ہے۔ لیکن دوسری جانب بچپن ہی سے عالم جذب میں آپ سے کرامات کا ظہور بھی ہوتا رہا۔ آپ نادر زاد ولی تھے۔ اپنی والدہ کا دودھ آپ نے اُس وقت تک نہ پیا جب تک کہ اپنے والد اور پیر بزرگوار حضرت چنن شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی زبان مبارک چوس کر فیض حاصل نہ کر لیا۔ آپ کی عمر جب تقریباً ۶ سال کی تھی تو آپ نے اپنی والدہ سے ضد کی کہ موضع جاکے چیمہ میں بیساکھی کا میلہ لگتا ہے اور میں نے گھوڑے پر سوار ہو کر وہاں جانا ہے۔ آپکی والدہ نے اکلوتے بیٹے ہونے کی وجہ سے اجازت نہ دی کہ کہیں آپ گھوڑے سے گر نہ جائیں۔ جب بار بار ضد کرنے پر بھی آپکی والدہ نے آپکو اجازت نہ دی تو آپ وہیں ایک مقامی کچی دیوار پر بیٹھ گئے اور اُسے گھوڑ سوار کی مانند ایڑھی ماری تو وہ دیوار دوڑنے لگ گئی اور جاکے چیمہ کے بیساکھی کے میلے میں پہنچ گئی۔ آپ کی یہ کرامت دیکھ کر وہاں کے کئی سکھ مشرف بہ اسلام ہو کر آپ کے سلسلہ بیعت میں داخل ہو گئے اور جو اسلام میں داخل نہ ہوئے اُنھوں نے آپ کو اپنا ''گرو'' تسلیم کر لیا۔ آپکی فقر و درویشی اسقدر بلند تھی کہ پیر جماعت علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ پورے تین سال متواتر عشاء کی

نماز علی پور سے پڑھ کر نکلتے اور تہجد خواجہ محمد امین رحمتہ اللہ علیہ کے ساتھ آلومہار میں ادا کرتے۔ آپ استغناء اور توکّل کے مقام پر فائز تھے۔ تھے۔ کسی چیز کے ملنے کی خوشی اور نہ ملنے کا غم دل سے نکل چکا تھا۔ دنیا کی بے ثباتی کا یقین آپ کی ہر ادا سے ٹپکتا تھا۔ آپ کے ایک بہت بڑے عقیدت مند ڈپٹی فیض الحسن بندوبست افسر سیالکوٹ نے لنگر کے وسیع اخراجات کے لیے لنگر کے نام پر کچھ رقبہ لکھ دینے کی اجازت چاہی۔ آپ نے فرمایا ڈپٹی صاحب کتنا رقبہ فقیر کے لنگر کے نام الاٹ کرو گے؟ اُنھوں نے کہا سات، آٹھ مربع اپنے ذاتی اختیار سے کر سکتا ہوں۔ اس پر حضرت قبلہ ثانی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا ڈپٹی صاحب آپ مجھے محدود رقبہ دینا چاہتے ہیں مگر میرے مولا نے تو مجھے غیر محدود رقبہ دیا ہوا ہے فقیر کو آپکے رقبہ کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ ایک دفعہ آپ کے مرید کا بیٹا بیمار ہو گیا ہر علاج بے سود رہا اور وہ انتقال کر گیا۔ اس کا باپ صدمہ کی تاب نہ لا کر بے ہوش ہو گیا آپ کے دل میں ترس آ گیا اور دیر تک اس مردہ بچے کے پاس مراقب رہے پھر پانی دم کر کے چھڑکا تو وہ حکم الٰہی سے زندہ ہو گیا۔

آپ ۸۴ برس کی عمر میں ۱۳۳۱ ہجری، ۱۹۱۳ عیسوی نمازِ فجر کے فرض ادا کرتے ہوئے آخری سجدہ میں واصل باللہ ہوئے۔

زبدۃ السالکین والعارفین حضرت خواجہ سید محمد حسین شاہ رحمتہ اللہ علیہ (حضرت ثالث)

حضرت خواجہ پیر محمد حسین شاہ رحمتہ اللہ علیہ تقریباً ۱۲۸۵ ہجری میں آلومہار میں پیدا ہوئے۔ آپ اپنے والد گرامی حضرت خواجہ سید محمد امین شاہ رحمتہ اللہ علیہ کے سچے جانشین اور مرید صادق ثابت ہوئے۔ آپ انتہائی نفاست پسند، خوش پوش اور حسن و جمال کا پیکر تھے۔ بے حد مہمان نواز اور فیاض تھے۔ خوش خصال بھی تھے اور صاحب جلال بھی۔ انگریز کے دور میں مجسٹریٹ درجہ اول تھے اور آلومہار شریف میں ہی عدالت لگاتے تھے۔ قدرت نے آپ سے روحانی کام لینا تھا۔ اس لیے یہ مرتبہ زیادہ دیر تک قائم نہ رہ سکا۔ تحریک خلافت شروع ہوئی تو آپ انگریز کے اس اعزاز کو واپس کر کے تحریک خلافت میں شامل ہو گئے اور نمایاں حیثیت سے خدمات سر انجام دیتے رہے۔ آخر کار روحانی پہلو زیادہ غالب ہوا اور مریدین کی باطنی تربیت کی طرف خاص توجہ فرمانے لگے۔ وعظ و تلقین سے بھی کام لیتے، خطبہ جمعہ بڑے اہتمام سے ارشاد فرماتے۔ آپ نے بے شمار مقامات پر بد عقیدہ ملاؤں سے مناظرے بھی کئے اور عقیدہ کی پاسبانی فرماتے رہے۔ آپ کے وعظ میں دلائل کی قوت، مسائل کی وسعت اور جلال کا اثر نمایاں ہوتا۔ آپ کے ہاتھ ریشم کی مانند نرم تھے اور آپکے پسینے میں خوشبو تھی۔ ایک مرتبہ آپ لاہور کی دروازے اپنے داماد عنائت شاہ رحمتہ اللہ علیہ سے ملاقات کرنے کے لئے بگھی پر سوار ہو کر تشریف لے جا رہے تھے۔ راوی کے کنارے سے گزرے تو بابا بلھے شاہؒ وہاں پر تشریف فرما تھے۔ وہ صرف نمک اور پانی پر گزارہ کرتے تھے۔ لیکن جب خواجہ محمد حسین شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے جمال و

جلال کو دیکھا تو بے اختیار پکار اُٹھے۔ آج سید کو دیکھا آج بلھے کی غذا پوری ہوئی۔ شفا بخشی، فیاضی اور غریب نوازی آپ کی خصوصی صفات تھیں۔ کشف وکرامات کا سلسلہ خاصہ وسیع تھا مگر آپ کی ذات میں تبلیغ اسلام کا پہلو زیادہ نمایاں تھا۔ آپ اپنے اُس مرید سے مصافحہ تک نہیں فرماتے تھے جو بے نمازی ہوتا۔ فرماتے تو اللہ کا نہ ہوسکا تو میرا کس طرح ہوسکتا ہے۔ نقشبندی معمول کے مطابق سفر دروطن کی خاص رغبت تھی۔ تلاوتِ قرآن، دلائل الخیرات اور حزب البحر آپ کے خصوصی وظائف تھے۔ ذکر خفی بطریق پاس انفاس آپ کا خصوصی معمول تھا جس سے سلسلہ کو خوب رونق اور برکت نصیب ہوئی۔ آپ نے ۶۲ برس کی عمر میں ۱۱ جمادی الاوّل ۱۳۵۱ء کو بروز سوموار وصال فرمایا۔

ابوالکلام، خطیب الاسلام خواجہ وصاحبزادہ پیر سید فیض الحسن شاہ رحمتہ اللہ علیہ

خواجہ محمد حسین شاہ رحمتہ اللہ علیہ کے لختِ جگر صاحبزادہ سید فیض الحسن شاہ رحمتہ اللہ علیہ ایک ایسی برگزیدہ اور پاک ہستی تھیں۔ جن کا ظہور اس عالم کے لیے بابرکت قرار دیا جاسکتا ہے۔ آپ کی ہستی اُس معیار کی حامل قرار دی جاسکتی ہے کہ جس کے لیے کہا جاتا ہے کہ اُسے دیکھ کر عظمت اپنے معیار کا پیمانہ بناتی ہے۔ بقول علامہ ڈاکٹر طاہر القادری۔

"حضرت صاحبزادہ فیض الحسن شاہؒ کا شمار بلاشبہ ایسی عبقری اور نادر روزگار شخصیتوں میں ہوتا ہے جو اپنی نگاہِ کرامت اثر کے فیضان اور فکر آفرین تعلیمات کے اثر سے گمراہی وضلالت کے گھٹاٹوپ اندھیروں میں شمع ہدایت روشن کیے رکھتی ہیں۔ جن کا علم متلاشیانِ حق کے لیے

کے لیے منبع اخلاص اور جن کی اہلیت رہ نوردان حقیقت کے روشن مینار کی حیثیت رکھتی ہے۔ اسی طرح آپؒ کا شمار بجاطور پر ان مردان باطل شکن کی صف میں ہوتا ہے جنکی للکار باطل کے لیے ہلاکت، جنکی گرج طاغوتی طاقتوں کے لیے تازیانہ اور جنکی ہیبت شیطانی ذریت کے لیے موت کے پیغام کا درجہ رکھتی ہے۔،، صاحبزادہ صاحبؒ کی شخصیت جامع کمالات تھی۔ آپ کی وجاہت علمی، اصابت فکر، مومنانہ بصیرت اور سحر آفرین مقررانہ صلاحیتوں کے غیر بھی معترف تھے۔ ان تمام تر شخصی محاسن اور جلالت علمی کے ساتھ ساتھ آپ ایک قادر الکلام شاعر بھی تھے۔ ایک عظیم خانوادہ تصوف کا چشم و چراغ ہونے کی حیثیت سے آپ صوفیانہ نکات اور عملی تصوف کے رموز اِس حسنِ اسلوب کے ساتھ بیان کرتے تھے کہ سامع پر کیف و مستی کی ایک کیفیت طاری ہو جاتی تھی۔ یوں محسوس ہوتا تھا جیسے صاحبزادہ صاحبؒ سامعین کو معرفت کے جام پلاتے ہوئے واردات تصوف کی بیکراں وادیوں میں لیے پھرتے ہیں"۔

صاحبزادہ پیر سید فیض الحسن شاہ رحمتہ اللہ علیہ کو چونکہ قدرتِ خداوندی نے

دینی خدمات کے فروغ کے لیے چنا تھا۔ لہٰذا اُنہیں ایک ایسے گھرانے میں جنم دیا جو دینی علم وفضل میں پنجاب بھر میں یکتا تھا۔ آپ ۱۹۱۱عیسوی میں آلومہار شریف میں پیدا ہوئے۔ مشرق کا یہ روشن وتابندہ آفتاب اِس شان سے نمودار ہوا کہ اُس کے سر پر اُمتِ مسلمہ کی راہنمائی کرنے والے روشن اور اَبدی اُصولوں سے چمکتا دمکتا تاج تھا۔ آپ نے ابتدائی تعلیم گھر ہی سے حاصل کی۔ دنیاوی تعلیم کے لیے مَرے کالج سیالکوٹ میں داخلہ لیا۔ تمام نوجوانوں کی نسبت آپ طبعاً شریف النفس تھے۔ پُرکشش شخصیت کے حامل تھے۔ آپ اپنی پُر اثر ولولہ انگیز خطابت اور خداداد صلاحیتوں کے باعث پورے کالج میں مقبول ہو گئے۔

اپنے والد گرامی خواجہ سید محمد حسین شاہ رحمتہ اللہ علیہ کے وصال کے بعد ۱۹۳۴ عیسوی میں آپکو آلومہار شریف کا سجادہ نشین چن لیا گیا۔ آپ کے والد ماجد ہی آپ کے مرشد طریقت تھے۔ خانقاہ سے نکل کر میدان عمل میں کودے تو تحریک آزادی اور تحریک ختم نبوت کے ہیرو بن گئے جہاں آزادی کی طلب دیکھی وہیں دستِ تعاون بڑھادیا۔ کبھی خلافت تو کبھی احرار سے رابطہ بڑھایا۔ جب مرزائیوں کو انگریزی استعمار کا ایجنٹ اور اجرائے نبوت کا دعویدار دیکھا تو تن من دھن سے اس کی مخالفت شروع کردی۔ ابتداء میں تحریک فلسطین، فوجی بھرتی کی مخالفت اور پھر تحریک ختم نبوت کے سلسلہ میں ساڑھے تین سال قید وبند کی صعوبتیں بھی اُٹھانا پڑیں۔ دریائی پانی اور کشمیر کا مسئلہ پیدا ہوا مجاہدین نے حصولِ کشمیر کے لیے اعلانِ جہاد کیا تو آپ نے گوجرانوالہ میں دفتر مجاہدین کشمیر کھولا اور

ہزاروں مجاہدین کو میدان جنگ میں بھیجا جن کے لیے اسلحہ اور دیگر ضروریات کی کفالت ادارہ مجاہدین نے ہی کی۔ آپ نے مسجد شہید گنج بخش، تحریک شدھی اور راجپال کے خلاف تحریک میں بھی بھرپور حصہ لیا اور پھر قید وبند کی صعوبتیں برداشت کیں۔

تحریکِ ختم نبوت میں آپ کی بے مثال جدوجہد پوری اسلامی دنیا کے لیے مشعل راہ ہے۔ روزنامہ امروز کے چیف ایڈیٹر نے ۲۵ فروری ۱۹۸۴ کے شمارے میں یہ اعتراف کیا کہ۔ ''صاحبزادہ صاحبؒ کی علمی دینی اور ملی خدمات کا اعتراف ہر مکتب فکر کے لوگوں نے کیا، ۱۹۳۵ء میں تحریک ختم نبوت کا آغاز ان کی تقریر سے ہوا۔''

۱۳ جولائی ۱۹۳۵ء کو بادشاہی مسجد لاہور میں ایک عظیم الشان جلسہ کی آپ نے صدارت فرماتے ہوئے فرمایا" انگریز تُو ہمارے ملک سے نکل جاؤ" اور منکرِ رسالت کو جہنم رسید کرنے کا فتویٰ جاری کیا جس کی بنا پر آپ کو برطانوی حکومت نے گرفتار کرلیا اور گورداسپور جیل میں آپ کو قید کیا گیا۔ قید وبند کے دوران آپ کا معمول تھا کہ عشق نبی ﷺ میں مست رہتے ہوئے نعتیں لکھا کرتے تھے۔ تحریک ختم نبوت کا باقاعدہ آغاز قیام پاکستان کے بعد دوبارہ آپ نے کیا۔ اس کا انکشاف ۱۴ فروری ۱۹۵۳ کو انٹیلی جنس بیورو گورنمنٹ آف پاکستان کراچی نے سی۔ ڈی۔ آئی پنجاب کو ایک مراسلہ میں کیا۔ جس نے یہ رپورٹ ہائی کورٹ کے جج جسٹس منیر کو بھیجی جس میں کہا گیا تھا:" تحریک ختم نبوت کے سلسلے میں سول نافرمانی کے لیے پنجاب میں جو شخص سب سے پہلے خود کو گرفتاری کے لیے پیش کرے گا وہ صاحبزادہ فیض الحسنؒ ہوں گے۔ اُن کے ہمراہ تقریباً ۳۰۰۰۰ مریدین بھی

خود کو گرفتاری کے لیے پیش کریں گے"۔ ۱۳ جولائی ۱۹۳۵ء کو جب آپ نے تحریک
ختم نبوت کا آغاز کیا تو ۳ ستمبر ۱۹۳۵ء کو اخبار الفضل میں مرزا شبیر جو مرزا غلام بشیر قادیانی
کا بیٹا تھا۔ اُس نے قادیان میں آپ کو دعوت مباہلہ دی۔ اُس زمانے میں قادیان
دشمنان اسلام کا گڑھ تھا اور وہاں جانا خود کو ہلاکت میں ڈالنے کے مترادف تھا۔
بعض ابن الوقت نام نہاد ختم نبوت کے ٹھیکیدار علماء جو آج اپنے ختم نبوت میں کردار کا
ڈھنڈورا پیٹتے ہیں اُنھوں نے قادیان جانے سے انکار کر دیا یہ کہہ کر کہ وہاں جانا خودکشی
ہے۔ اُس وقت صاحبزادہ فیض الحسنؒ نے اُنھیں مخاطب کرتے ہوئے فرمایا" آپ سب
چوڑیاں پہن لیں۔ فیض الحسن تنہا ہی وہاں جائے گا اور ایک نئی کربلا بپا کر دے گا"۔

آپ تمام تر خطرات کو بالائے طاق رکھتے ہوئے قادیان چل پڑے۔ بعد
ازاں بعض ساتھی آپ کے ہمراہ ہو گئے جن میں مولانا مظہر علی، مولانا محمد حیات، ماسٹر
سراج الدین انصاری اور حاجی عبدالرحمن تھے۔ مگر افسوس جماعتِ اہلسنت میں نبوت کے
نام پر آج مناظروں کے قصے سنانے والوں میں کوئی بھی آپ کے ہمراہ نہ تھا۔ بہرکیف
قادیان پہنچنے پر ہزاروں لوگوں نے اسٹیشن پر آپ کا استقبال کیا۔ آپ نے خود نمازِ جمعہ
پڑھائی اور آپ کے ہمراہ جانے والے مولانا مظہر علی اظہر نے خطبہ جمعہ پڑھا۔ قادیانیوں
کا خیال تھا کہ چونکہ اس وقت انگریز حکومت، ہندو اور سکھ مسلمانوں کی نسبت اُنہیں زیادہ
اچھا سمجھتے ہیں اور ہماری حمایت کرتے ہیں لہٰذا مسلمان کسی صورت قادیان آنے کی ہمت
نہ کریں گے۔ لیکن اُنکی حیرت کی انتہا نہ رہی جب صاحبزادہ صاحبؒ قادیان بنفسِ نفیس

پہنچ گئے۔ آپ نے مرزا شبیر کے مکان کی چھت کو سٹیج بنا لیا اور مرزا شبیر قادیانی یہ معاملہ
دیکھ کر خوف سے اپنے ہی گھر سے بھاگ کھڑا ہوا جس پر آپ کو پھر قید و بند کی صعوبتیں
اُٹھانا پڑیں۔

۱۹۵۰ء کے انتخابات میں جب آپ کی انتھک کوششوں سے قادیانی کسی
سیٹ پر بھی کامیاب نہ ہو سکے تو آپ نے یوم تشکر منایا۔ اس موقع پر آپ نے اپنی تقریر
میں حکومت سے مطالبہ کر دیا کہ:

"احمدیوں کو غیر مسلم قرار دے کر ملک میں اقلیت کا درجہ دیا جائے"۔

گویا صاحبزادہ فیض الحسنؒ پہلے مسلمان قرار دیئے جا سکتے ہیں جنہوں نے
قادیانیوں کو اقلیت اور غیر مسلم قرار دینے کا مطالبہ کیا۔ حکومت پاکستان نے ملک میں دفعہ
۱۴۴ نافذ کر رکھی تھی جس کی پناہ میں قادیانی، دین اسلام کی جڑیں کھوکھلی کرنے میں
مصروف تھے۔ ایسے میں صاحبزادہ صاحبؒ ایک بار پھر حرکت میں آئے اور تمام ضابطے
قانون نظر انداز کرتے ہوئے ۲۰ جون ۱۹۵۲ء کو شیرانوالہ باغ گوجرانوالہ میں ایک عظیم
الشان جلسے کی صدارت کی۔ جس میں ظفر اللہ قادیانی کو ہٹانے اور مرزائیت کو اقلیت قرار
دینے کا مطالبہ شدت سے دُہرایا۔ یہ جلسہ چونکہ دفعہ ۱۴۴ کی خلاف ورزی میں منعقد ہوا تھا
اسی لیے شاہ صاحبؒ کو گرفتار کر کے سکھر جیل میں پھر قید کر دیا گیا۔ آپ کی اِن تمام دینی،
فکری و ملکی خدمات کے معترف ہو کر مکتبہ اہلحدیث کے علامہ احسان الٰہی ظہیر نے جامعہ
اسلامیہ اہل حدیث چاہ شاہاں گوجرانوالہ میں غالباً ۱۹۶۶ء میں صاحبزادہ صاحبؒ کی

موجودگی میں بیان کرتے ہوئے صاحبزادہ صاحبؒ کے لیے یہ تاریخی جملہ کہا کہ:

"میرے مسلک میں ہاتھ چومنا جائز نہیں
لیکن اگر جائز ہوتا تو میں صاحبزادہ فیض الحسنؒ کے
قدم چومتا"۔

تحریکِ ختم نبوت کے حوالے سے جمعیت علمائے پاکستان آپ کی شمولیت سے قبل تقریباً غیر فعال تھی اور مجلس احرار ہی ختم نبوت کے پلیٹ فارم پر فعال نظر آ رہی تھی۔ آپ نے علمائے اہلسنت کو اس تحریک میں فعال کرنے کے لیے انتہائی شعوری پختگی کا مظاہرہ کرتے ہوئے مجلس احرار کو چھوڑ کر جمعیت علمائے پاکستان سے وابستگی اختیار کر لی۔ دس سال تک جمعیت علمائے پاکستان کی صوبائی اور مرکزی صدارت فرمائی۔ جمعیت المشائخ کے ناظم اعلیٰ کی حیثیت سے بھی کام کیا اور اہلسنت کو تحریک ختم نبوت میں فعال کیا اور یوں جمعیت میں آپکی صدارت کے دوران آپ کی انتھک کوششوں سے ۱۹۷۳ء میں حکومت نے مرزائیوں کو اقلیت قرار دے دیا۔ اپنے مقصد میں کامیابی حاصل کرنے کے بعد آپ نے ٹوبہ کانفرنس میں جمعیت کی صدارت سے استعفیٰ دے دیا۔ آپ کے پیشرو آپ کے بعد جماعت کو متحد نہ رکھ سکے اور اُن کے ذاتی مفادات کی جنگ نے جمعیت کا شیرازہ بکھیر کر رکھ دیا جس کا خمیازہ آج تک اہلسنت و جماعت بھگت رہی ہے۔

صاحبزادہ صاحبؒ نے تقریباً ساڑھے سات سال جیل کی صعوبتیں فقط دین کی خدمت کے لیے برداشت کیں۔

حیدرؒ کے فرزند کی یہ دینی کی خدمات حضور اکرم ﷺ کو اس قدر محبوب لگیں کہ بطور انعامِ خدا اور کرمِ مصطفیٰ اپنے واحد حجِ بیت اللہ کے دوران آپ کو غسل کعبہ کا موقع ملا اور حضور ﷺ کے روضہ کی جالیوں کے اندر آپکو قبر انور پر ایک گھنٹہ حاضری کا موقع نصیب ہوا۔ علاوہ ازیں آپکی ان تمام عظیم اور ناقابل فراموش مساعی کے اعتراف میں حکومت پاکستان نے آپ کو "تمغہ پاکستان" کے اعزاز سے سرفراز کیا۔

حضرت صاحبزادہ سید فیض الحسن شاہ رحمتہ اللہ علیہ ایک ولی کامل تھے۔ قرآن وسنّت پر عمل کرنا ہی آپ کا مقصود حیات تھا۔ آپ کا شمار ایسے اولیا میں ہوتا ہے جو فنافی اللہ کے مقام پر فائز ہوئے ہیں آپ صاحب کرامت ولی تھے اور اپنے باطنی معاملات ظاہر کرنا پسند نہ کرتے تھے۔ آپ ایسے صوفی تھے جنھیں صرف حضور ﷺ کے احکامات پر ہی کاربند رہنے کی چاہ تھی۔ آپ نے ہر حال میں صبر کا دامن تھامے رکھا کبھی خدا سے شکوہ نہ کیا۔ دوران قید و بند آپ کو برف پر لٹا کر کوڑے مارے جاتے تھے حتیٰ کہ ایک مرتبہ آپ کی گردن پر گرم تارکول ڈالی گئی جس سے آپ کی جلد جل گئی۔ مگر آپ نے اپنے نبی ﷺ کی غلامی میں سب صعوبتیں خندہ پیشانی سے برداشت کیں۔ ہر حال میں اُس کی بندگی اور بزرگی کا اقرار کیا اور آزمائشوں کو ہنسی خوشی برداشت کیا۔ آپ فرماتے تھے کہ "مجھے سات ولیوں کی گود میں بیٹھنے کا شرف حاصل ہوا ہے۔ اب نہ وہ سات ولی آئیں گے اور نہ نیا فیض الحسنؒ پیدا ہونا ہے"۔

آپ کو حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمتہ اللہ علیہ کی ذاتِ گرامی سے بے انتہا عقیدت و احترام تھا۔ ایک مذہبی تقریب میں شجرہ شریف پڑھا جا رہا تھا کہ پڑھنے والے نے نادانستگی میں حضرت امام ربانی رحمتہ اللہ علیہ کا نام نہ لیا۔ آپ کے چہرے پر غصے اور جلال کی کیفیت پیدا ہوگئی۔ آپ نے کسی قدر سختی اور ناراضگی سے کہا "دوبارہ پڑھو"۔ اُس شخص نے پھر پڑھا اب کی بار امام ربانی رحمتہ اللہ علیہ کا نام شامل تھا جسے سن کر آپ آبدیدہ ہوگئے۔ روتے جاتے اور فرماتے جاتے یہی مصرعہ پڑھو۔ یہی مصرعہ پڑھو۔ یوں تقریباً نو دفعہ حضرت امام ربانی رحمتہ اللہ علیہ کے نام کا ورد کروایا۔ جب آخری مرتبہ اُن کا نام لیا گیا تو آپ بھیگی پلکوں سے کھڑے ہوگئے دوسرے حاضرین بھی اُن کے ساتھ اُٹھ کھڑے ہوئے اور کافی دیر تک آہوں اور سسکیوں کی فضا طاری رہی۔

حضرت صاحبزادہ صاحبؒ کو علامہ اقبال رحمتہ اللہ علیہ سے بہت اُنس تھا۔ آپ اکثر اُن کے ہاں تشریف لے جاتے اور گھنٹوں اُن کے کلام اور مسلمانوں کی حالتِ زار پر تبادلہ خیال کرتے رہتے۔

ملک اللہ بخش مرحوم راوی ہیں کہ ہماری تحصیل شکرگڑھ میں آپ کے بہت مرید ہیں۔ صاحبزادہ صاحبؒ اکثر تحصیل شکرگڑھ کے دورے پر آیا کرتے تھے۔ اُن دنوں پختہ سڑکیں نہیں تھیں اس لیے آپ اکثر ریل گاڑی سے سفر کرتے تھے۔ ایک مرتبہ

شکرگڑھ میں شدید بارش ہوئی زبردست ژالہ باری کی وجہ سے کھڑی فصلیں تباہ ہوگئیں۔ اتفاق سے اُنہی دنوں آپ شکرگڑھ کا دورہ کر رہے تھے۔ ریل سے اُترنے کے بعد آپ گھوڑی پر سوار ہوئے راستے میں شکرگڑھ کے نواح سے آئے ہوئے ہزاروں لوگ آپ کے استقبال کے لیے کھڑے تھے۔ انہوں نے حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ سے عرض کی کہ ہماری فصلیں تباہ ہو چکی ہیں۔ اناج کا دانہ تک ہمارے پاس نہیں مویشیوں کا چارہ ختم ہو چکا ہے۔ آپ دعا فرمائیں کہ یہ مشکلات ختم ہوں۔ صاحبزادہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے اُن سب کے ساتھ مل کر دُعا کے لیے ہاتھ بلند کیے اور خدا کی قدرت چند ہفتوں بعد ہی تباہ شدہ فصل ازسرنو تیار ہوگئی اور ایسی بھرپور فصل آج تک تیار نہ ہوئی تھی۔ مویشیوں کے لیے وافر مقدار میں چارہ بھی حاصل ہوا، آپؒ کی یہ عظیم کرامت تھی۔ چند ہفتوں میں سرسبز فصل تیار ہونا ایک عظیم کرامت ہی شمار کی جاسکتی ہے۔

جناب حافظ محمد شبیر جماعتی رحمتہ اللہ علیہ گوجرانوالوی بیان کرتے ہیں:

"دارالسلام میں کل پاکستان سنی کانفرنس ہو رہی تھی صاحبزادہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ بھی اس میں شامل تھے۔ ایک درویش بزرگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے حضرتؒ رات مجھ پر بہت کرم ہوا۔ میں نے خواب میں آنحضور ﷺ کو بنفس نفیس دیکھا اور میں نے حضور ﷺ سے درخواست کی کہ مجھے کوئی ایسا وظیفہ عنائت فرمائیں کہ جس سے دین و دُنیا میں سُرخرو ہو جاؤں۔ یہ سن کر حضور ﷺ نے

فرمایا "دارالسلام میں سنی کانفرنس ہو رہی ہے وہاں آلومہار شریف کے سجادہ نشین صاحبزادہ سید فیض الحسن شاہ رحمتہ اللہ علیہ بھی ہوں گے تم اُن سے دریافت کر لینا"۔ یہ سن کر صاحبزادہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ پر رقت طاری ہوگئی اور اُن کی آنکھیں فرطِ عقیدت و مسرت سے بھر آئیں پھر ذرا حالت سنبھلی تو اُس بزرگ کو ایک وظیفہ پڑھنے اور نیک اعمال کرنے کی تلقین فرمائی۔

اس قسم کی بہت سی بشارتیں اور کرامتیں آپ سے منسوب ہیں لیکن آپ صرف خدائے واحد کی خوشنودی کے لیے شب و روز عبادت کو ہی اپنا شیوہ اور دین پر استقامت کو ہی اصل کرامت قرار دیتے تھے۔ صاحبزادہ صاحبؒ کو پروردگار کائنات نے جہاں بے شمار خوبیوں سے نوازا تھا، ہی آپ نے ہومیو پیتھی طریق علاج کو انسانیت کی بہترین خدمت کا اعلیٰ ذریعہ بنایا اور آپ مسلسل پینتالیس سال تک اس شعبہ سے منسلک رہے۔ آپ نے علاج معالجہ میں اپنی کامیابیوں کو پروردگارِ عالم کا انعام سمجھا۔ آپ کی تجویز کردہ دوا کی ایک خوراک سے ہی مریض کی حالت بہتر ہو جاتی۔ آپ کئی سال تک ہومیو پیتھی ایسوسی ایشن کے صدر رہے۔ آپ نے اس علم کو عام کرنے کے لیے حکومت سے اپنی ذاتی وانفرادی کوششوں کی بدولت ۱۹۸۳ء میں ہومیو پیتھک میڈیکل کالج گوجرانوالہ کی منظوری کروائی اور آپ ہی کی سرپرستی میں اس ادارہ میں کلاسوں کا

اجراء ہوا۔

الغرض آپ کی دینی و ملی خدمات اہل حق کے لیے رشد و ہدایت کا وہ روشن مینار ہیں جن سے رہِ نوردانِ حق و استقامت مومنانہ بصیرت کی خیرات حاصل کرتے رہیں گے۔

۲۳ فروری ۱۹۸۴ء (بمطابق ۱۴۰۵ ہجری) کو دن ساڑھے گیارہ بجے آپ کو گھبراہٹ کا احساس ہوا۔ اہل خاندان پاس تھے آپ نے نقشبندی سلسلہ طریقت کے معمولات کو دہرایا۔ معاً آپ کے چہرے کی دلکشی و دلآویزی میں اضافہ ہونے لگا۔ پلنگ پر لیٹ کر اپنے صاحبزادے سید خالد حسن شاہ رحمتہ اللہ علیہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔ "روشنی آرہی ہے پردے ہٹادو"۔

اور پھر خواب غفلت میں مدہوش انسانوں کو جگانے والی آواز ظاہراً ہمیشہ کے لیے خاموش ہوگئی۔

پیر چن حضرت خواجہ و صاحبزادہ سید خالد حسن رحمتہ اللہ علیہ

حضرت صاحبزادہ پیر سید خالد حسن شاہ رحمتہ اللہ علیہ المعروف چن پیرؒ ۶ اگست ۱۹۳۴ء بمطابق ۱۳۵۳ ہجری کو جلال پور شریف اپنے ننھیال میں پیدا ہوئے۔ آپ حضرت خطیب الاسلامؒ کے سب سے بڑے اور چہیتے صاحبزادے تھے۔ آپؒ کے نانا جان حضرت سید مظہر علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ تھے جو زیب سجادہ جلال پور شریف تھے۔ یہ سلسلہ عالیہ چشتیہ کا نامور آستانہ ہے۔ اسی بناء پر حضرت خطیب الاسلام رحمتہ اللہ علیہ اپنے اس لاڈلے بیٹے کے

بارے میں فرمایا کرتے تھے کہ میرے اس فرزند کو دو طرف سے فیض ملا ہے۔ ددھیال کی طرف سے نقشبندیہ اور ننھیال کی طرف سے چشتیہ۔ آپ نے ابتدائی تعلیم شہر گوجرانوالہ سے حاصل کی۔ میٹرک کے بعد اسلامیہ کالج گوجرانوالہ سے ایف اے اور پھر مرے کالج سیالکوٹ سے بی اے کی ڈگری حاصل کی۔ دورانِ تعلیم نصابی وغیر نصابی سرگرمیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے۔

اسلامیہ کالج میں آپ کی صلاحیتیں اس وقت ظاہر ہوئیں جب آپ کو سٹوڈنٹ یونین کا جنرل سیکٹری چنا گیا۔ ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں جب حضرت خطیب الاسلام رحمتہ اللہ علیہ کو گرفتار کیا گیا تو آپ نے بحیثیت جنرل سیکٹری طلباء میں عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت کو اُبھارا اور جلسے جلوسوں کا سلسلہ شروع کیا۔ ان جلوسوں پر شدید لاٹھی چارج ہوا لیکن آپؒ کی قیادت میں عشق رسالت ﷺ سے سرشار طلباء کے حوصلے پست نہ ہوئے۔ بالآخر آپ کو گرفتار کر کے پابند سلاسل کر دیا گیا۔ اس واقعہ سے اہل بصیرت پر واضح ہو گیا کہ حضرت سید خالد حسن شاہ رحمتہ اللہ علیہ اپنے والد کی طرح انقلابی فکر کے حامل ہیں اور تحفظ عقیدہ کے لیے سر دھڑ کی بازی لگانے کو بھی تیار ہیں۔

آپ نے اپنے والد گرامی حضرت خطیب الاسلامؒ سے شرفِ بیعت حاصل کیا۔ دینی و روحانی اُمور پر وہی آپ کے مربی تھے۔ آپ کی زندگی کا بہت سا حصہ اپنے والد کے ہمراہ روحانی وسیاسی دوروں میں گزرا۔ آپ کو بار بار خطیب الاسلام رحمتہ اللہ علیہ اپنا قائم مقام بنا کر روحانی و تبلیغی دوروں پر بھیجتے رہے۔ جب حضرت خطیب الاسلام رحمتہ اللہ علیہ ہسپتال میں داخل تھے تو منگل اور بدھ کو آپ دربار رکن الدینؒ (متصل کلاں قبرستان)

میں جہاں بطور ہومیو پیتھک طبیب بیٹھتے تھے وہاں صاحبزادہ سید خالد حسنؒ کو ہی اس دوران بھیجتے۔

ایک پُر لطف واقعہ یوں بھی پیش آیا کہ حضرت خطیب الاسلام رحمتہ اللہ علیہ صحت یاب ہو کر دوبارہ وہاں تشریف فرما ہوئے تو ایک بی بی آئی۔ آپ نے اُسے دوا لکھ کر دی تو اس نے اصرار کیا حضورؒ! جو آپ کے بیٹے نے دوا لکھی تھی مجھے تو وہی چاہیے۔ اس موقع پر خطیب الاسلام رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا "میرے بیٹے کے ہاتھ میں مجھ سے زیادہ شفا ہے"۔

حضرت خطیب الاسلام رحمتہ اللہ علیہ کے وصال کے بعد آپ آستانہ عالیہ آلو مہار شریف کے روحانی سطوتوں کے امین ٹھہرے۔ آپ کی دستار بندی کے بعد جب آپ کو دعوت خطاب دی گئی تو آپ کے چند ہی منٹ کے خطاب کو سن کر مولانا عبدالستار خان نیازی رحمتہ اللہ علیہ پکار اُٹھے۔

"ان میں تو اپنے آباؤ اجداد کے فیضان کا بھر پور اثر موجود ہے"

ماہنامہ ضیائے حرم کو ۱۹۸۴ء میں ایک انٹرویو میں فرمایا:

"میرے والد محترمؒ پاسبان ناموس رسالت ﷺ اور عظیم محب وطن تھے۔ میں ان کا بیٹا ہوں اور ختم نبوت ﷺ پر میرا ایمان محکم اور غیر متزلزل ہے۔ مجھے کبھی قوم نے پکارا یا ناموس رسالت ﷺ کی خاطر مجھے کسی بھی قسم کی قربانی پیش کرنا پڑی تو میں اس سے کبھی گریز نہیں کروں گا اور اپنے خاندان کے روحانی متعلقین کی اصلاح وتربیتِ قلوب کے لیے اسلاف کے طریق حیات

کی پیروی کروں گا۔ میں نے جب سے یہ ذمہ داری
سنبھالی ہے اپنے آپ میں عجیب تبدیلی رونما ہوتے
پا رہا ہوں۔ میں اپنی زندگی کو عشقِ رسول ﷺ میں
بسر کرنا سعادت سمجھتا ہوں"۔

حضرت خطیب الاسلام رحمتہ اللہ علیہ آپ کے متعلق فرماتے تھے کہ:

> "میرے طرزِ تکلم کی صلاحیت میرے تمام
> بیٹوں میں سے بڑے بیٹے سید خالد حسن رحمتہ اللہ
> علیہ کو پہنچی ہے"

آپ کے والد گرامی کے اعجازِ نطق کا عکس آپ کی گفتگو میں نمایاں نظر آتا تھا۔ اکثر اوقات جب آپ دعا کرتے تو گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ مسلسل آپ کے ہاتھ اُٹھے رہتے اور انتہائی فصیح و بلیغ اور پُر تاثیر دعا فرماتے کہ لوگ اشک بار ہو جاتے اور محفل پر ایک وجد کا سا سماں طاری ہو جاتا۔

صوفی محمد امین رحمتہ اللہ علیہ (خادم حضرت خطیب الاسلامؒ) بیان کرتے ہیں کہ حضرت خطیب الاسلام قدس سرہ کا وصال ہوا تو گھر کے مالی حالات کچھ مخدوش تھے۔ ہم نے آپ کی خدمت میں عرض کی حضور اِخراجات بہت زیادہ ہیں۔ اگر آپ حکم دیں تو جو صاحب استطاعت مریدین ہیں اُن سے مالی معاونت کے بارے میں کہا جائے؟

یہ سن کر آپ جلال میں آ گئے اور فرمایا:

"غیر اللہ پر میرا طریق نہیں۔ مجھے اللہ تعالیٰ کی ذات پر مکمل بھروسہ ہے اور
وہی میرا حامی و ناصر ہے"۔

حاجی مختار احمد (داروغہ والا لاہور) بیان فرماتے ہیں کہ ہم میاں بیوی دونوں آپ کی زیارت کے لیے گوجرانوالہ آپ کی رہائش گاہ پر حاضر ہوئے۔ تو آپ سادہ لباس میں ہاتھ میں کھرپہ لئے گھاس کاٹ رہے تھے۔ ہم نے جب آپ کو اس انداز میں دیکھا تو ہماری حیرت کی انتہا نہ رہی۔ ہم نے عرض کی حضور ہم خادم حاضر ہیں آپ کیوں زحمت فرماتے ہیں تو آپ نے فرمایا:

> "آقائے دو جہاں ﷺ کی سنت پوری نہ
> کروں۔۔۔ وہ کون سا کام ہے جو میرے آقا نے
> اپنے ہاتھ سے نہیں کیا؟"

مختار احمد بیان کرتے ہیں کہ ہم نے بڑی منت سماجت کے بعد وہ کام اپنے ذمہ لیا۔ تو آپ نے ہمیں بطورِ تبرک اپنا سوٹ عطا فرمایا۔

آپ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے معمول کم گفتن پر عمل فرماتے۔ ہمیشہ پُر مغز گفتگو فرماتے اور لامعنی گفتگو سے پرہیز فرماتے۔ آپ فرمایا کرتے:

> "مرشد اور مرید کا تعلق محبت الٰہی کی وجہ
> سے ہوتا ہے۔ مرید وہ ہوتا ہے جو اپنے مرشد کی
> اطاعت کرتا رہے اور مرشد کی گفتار و کردار پر

اعتراض نہ کرے بلکہ مرشد کے خلاف دِل میں وہم
بھی نہ آنے دے اور مرشد وہ ہے جو اپنے مرید کو
راہِ راست پر چلانے والا ہو۔"

آپ اکثر فرماتے:

"وہ پیر کیسا ہے جو اَمر بالمعروف وَنہی
عنِ المنکر کی صلاحیت نہ رکھتا ہوا۔"

آپ اپنے مریدین کو تصورِ شیخ کرنے پر زور دیتے کیونکہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کی نسبت اِنعکاسی ہے۔ تصورِ شیخ کی برکت سے مرید اپنے شیخ کے کمالات بہت جلد جذب کر لیتا ہے۔

آپ فرمایا کرتے

"شیخ کی صورت اور کمالات کا تصور کرنے سے دِل میں محبت
مرشد پیدا ہوتی ہے۔ نسبت قوی ہوتی ہے اور قوتِ نسبت
سے بے شمار برکات حاصل ہوتی ہیں۔ تصورِ شیخ کا ایک فائدہ
یہ بھی ہے کہ یکسوئی میسر ہو جاتی ہے اور خطرات دفع ہو جاتے
ہیں کیونکہ ایک خیال دوسرے خیال کا دافع ہوتا ہے۔"

صوفی ناہید الرحمان نقشبندی بیان کرتے ہیں کہ موضع بھدرو، نیا لاہور ضلع فیصل آباد میں حاجی نظام دینؒ کے سالانہ عرس پاک کے موقع پر آپ تشریف لائے۔ لوگوں کا ہجوم تھا اور آپ ایک کمرے میں تشریف فرما تھے کہ ایک مائی جس کی عمر تقریباً ساٹھ برس

کی تھی آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کی حضور دعا فرمائیں میرا بیٹا ڈکیتی کی واردات میں جیل گیا ہوا ہے آج اس کی تاریخ پیشی ہے۔ آپ یہ سن کر جلال میں آئے اور فرمانے لگے:

"میں کہتا ہوں اللہ اسے بھرپور سزا دے
اِتنی سزا دے کہ وہ یہ برا کام چھوڑ دے۔ میں
ڈاکوؤں کیلئے دعائیں کرنے نہیں آیا۔ چلی جاؤ
یہاں سے نکل جاؤ۔"

عورت کمرے سے باہر چلی گئی اور خوفزدہ ہوگئی۔ پانچ منٹ کے بعد دوبارہ فرمانے لگے کہ اِس مائی کو بلاؤ۔ مائی جب واپس آئی تو دیکھ کر فرمانے لگے کہ جاؤ آپ کا بیٹا بَری ہو جائے گا لیکن آئندہ اس کی اصلاح کرنا۔ صبح جب واقع بَری ہو گیا تو سب کی حیرت کی اِنتہا نہ رہی۔

محمد فاضل نمبردار (چک 214 گ ب تحصیل سمندری) بیان کرتے ہیں کہ میرا ایک دوست جس کے کان میں مسلسل درد رہتا تھا بڑے بڑے سپیشلسٹ ڈاکٹروں سے علاج کروانے کے باوجود افاقہ نہ ہو سکا۔ حضور سید خالد حسن شاہ قدس سرہٗ تشریف لائے تو اِس شخص نے عرض کی۔ حضور میرے کان میں شدید درد رہتا ہے۔ آپ فرمانے لگے کہ مجھے علم ہے کہ تین سال سے مسلسل آپ کے کان میں درد ہے لیکن اللہ کے فضل سے آج ختم ہو جائے گا۔ آپ کا یہ کہنا ہی تھا کہ اس کے کان کو مکمل آرام آ گیا۔ وہ شخص حیرت میں ڈوب گیا کہ آخر اِنہیں علم کیسے ہوا کہ میرے کان میں تین سال سے درد ہے۔

محمد جمال الدین موضع مصطفیٰ آباد شکر گڑھ سے حضرت خطیب الاسلام قدس سرہ کے مرید خاص تھے وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ چمن پیر صاحبؒ ہمارے گھر تشریف فرما تھے ہمارے ہمسائے سے چند نوجوان اپنی ایک بیمار عزیزہ کو چارپائی پر ڈال کر لے آئے اور آپ کی خدمت میں فریاد کرنے لگے کہ یہ ہماری عزیزہ فالج کی مریضہ ہے اور عرصہ آٹھ سال سے اسی چارپائی پر ساکت حالت میں پڑی ہے آپ دعا فرمائیں، خداوند اس کو صحت عطا فرمائے؟

آپ نے ایک گلاس میں پانی منگوایا اور اس عورت کے قریب جا کر اس پانی پر دم فرمانا شروع کیا۔ ہمارے دیکھتے ہی دیکھتے اس پانی کا رنگ تیز سرخ ہو گیا۔ آپ نے وہ پانی اس عورت کو پینے کو دیا اس کے بعد آپ نے اپنے لیے چائے منگوائی اور مصلیٰ پر بیٹھ کر چائے پینا شروع کردی۔ جب چائے کا ایک گھونٹ باقی رہ گیا تو وہ بھی آپ نے اس عورت کی طرف بڑھا دیا اُس عورت نے چائے کا ایک گھونٹ پی لیا۔ اس کے بعد آپ نے زمین پر دسترخوان بچھوایا اور کھانا منگوا کر تناول فرمانے لگے۔ اسی اثناء میں آپ نے نگاہ اُٹھا کر چارپائی پر لیٹی اس بیمار عورت کی طرف دیکھا اور فرمانے لگے۔ بی بی کھانا چارپائی پر کھاؤ گی یا ہمارے ساتھ زمین پر بیٹھ کر کھاؤ گی۔ آپ کا یہ فرمانا تھا کہ وہ عورت جو عرصہ آٹھ سال سے کبھی چارپائی سے نہ اُتری تھی خود بخود چارپائی سے اُتری اور آپ کے ساتھ زمین پر بیٹھ کر کھانا کھانے لگی۔ آپ کی یہ کرامت دیکھ کر پورے علاقے میں مسرت کی ایک لہر دوڑ گئی۔

صوفی ناہید الرحمٰن نقشبندی بیان فرماتے ہیں کہ جب میرے والد محترم بابا عبدالمجیدؒ

کا انتقال ہوا تو حضور قبلہ پیر صاحب ان دنوں لاہور میں تبلیغی دورے پر تھے۔
ہم نے اپنے بھائیوں کو میت کے لیے تابوت لانے کو کہا انہوں نے بڑی کوشش کی لیکن کہیں سے بھی تابوت نہ مل سکا۔ آپ وفات کی خبر سنتے ہی تمام مریدین کے ہمراہ والد صاحب کا جنازہ پڑھانے کے لیے آرہے تھے۔ صوفی محمد امین (خادم) بیان کرتے ہیں کہ فیصل آباد جیسے بڑے شہر میں بھی تابوت نہ ملا تو ایک جگہ پر آپ نے گاڑی روکنے کا حکم دیا اور فرمانے لگے یہاں سے تابوت کے بارے میں پوچھو۔ پوچھنے پر دوکاندار نے جواب دیا کہ ایک تابوت بنا ہوا ہے وہ نہ جانے کس کا ہے اسے آپ لے جائیں لہٰذا وہ تابوت خرید لیا گیا۔ آپ کی یہ کرامت دیکھ کر سارے مرید حیرت میں ڈوب گئے کہ نہ تو سائز کا فرق ہے نہ تنگ ہے آخر تابوت کیسے مل گیا؟

صوفی ناہید الرحمٰن بیان کرتے ہیں کہ موضع دولم شریف گوجرہ میں مولانا صوفی غلام حیدر رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں محفل میلاد مصطفیٰ ﷺ اور یوم صدیق اکبرؓ منایا جا رہا تھا وہاں آپ سٹیج پر تشریف فرما تھے۔ محفل میں ایک آدمی پر وجد کی کیفیت طاری ہوگئی وہ آدمی وجد میں اتنا مستغرق ہوا کہ وہ تڑپ تڑپ کر اچھلتا اور کبھی نیچے آتا۔ اس پر صوفی غلام حیدر فرمانے لگے کہ انہیں قریب والے ساتھی پکڑ لیں ورنہ یہ مر جائے گا۔ آپ یہ بات سن کر مسکرائے اور دوبارہ اس آدمی کی طرف بھرپور نگاہ سے دیکھا تو وہ حالت وجد سے حالت صحو میں آگیا۔

حاجی مختار احمد داروغہ والا لاہور کے بیان کرتے ہیں کہ میرے نوجوان بیٹے کا ہاتھ

خراب ہو گیا جس سے ہر وقت پیپ نکلتی رہتی اور اس کے سینے کی ہڈی بھی بڑھنا شروع ہوگئی۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ آپ ہمارے گھر تشریف لائے تو ہم نے سارا معاملہ عرض کیا تو آپ نے میرے بیٹے کی سینے کی ہڈی پر اپنا لعاب دہن لگایا اور فرمایا کہ انشا اللہ شفا ہوگی اور فرمایا کہ ہاتھ کا علاج ڈاکٹر سے جاری رکھیں۔ بیان کرتے ہیں کہ چند دنوں میں میرا بیٹا جو اتنی شدید تکلیف میں مبتلا تھا آپ کی دُعاؤں سے شفایاب ہو گیا۔

حاجی مختار احمد ایسا ہی ایک اور واقعہ بیان کرتے ہیں کہ میری نو جوان بیٹی کے ساتھ بھی ایسا ہی ہوا کہ جب اس کے دونوں پیروں سے رطوبت بہتی رہتی تھی تو آپ کو عرض کی، آپ نے بیٹی کے پیروں پر لعاب دہن لگایا تو کچھ ہی دنوں میں بیٹی صحت یاب ہوگئی پھر اس کے بعد کبھی ایسی تکلیف نہیں ہوئی۔

زرینہ بی بی (داروغہ والا لاہور) بیان کرتی ہیں کہ میرے پیرو مرشد حضرت بابا عبدالمجید رحمتہ اللہ علیہ کا جب وصال ہوا تو میں اکثر روتی رہتی اور ہر وقت غمگین رہتی اور آپ کو اکثر یاد کرتی رہتی۔ ایک رات میں سو رہی تھی کہ آپ (چنن پیر رحمتہ اللہ علیہ) میرے خواب میں تشریف لائے اور فرمانے لگے۔ ''ہر وقت روتی رہتی ہو چلو میں تمہیں آقائے دو جہاں حضرت محمد ﷺ کی بارگاہ میں لے چلتا ہوں۔ زرینہ بی بی بیان کرتی ہیں کہ میں نے دیکھا کہ حضور ﷺ کی بارگاہ میں حضرت خواجہ سید چنن شاہ آلومہاروی رحمتہ اللہ علیہ، حضرت خواجہ سید محمد امین شاہ رحمتہ اللہ علیہ اور حضرت پیر سید فیض الحسن شاہ رحمتہ اللہ علیہ بھی تشریف فرما ہیں۔''

صوفی ناہید الرحمٰن بیان کرتے ہیں کہ آپ موضع بھکڑ یوالی ضلع فیصل آباد میں اکثر

تشریف لایا کرتے تھے کہ ایک دفعہ جمعتہ المبارک کی نماز سے فارغ ہوئے تو سب گاؤں والوں نے مل کر عرض کی کہ حضور سخت گرمی ہے اور اس سال بارشیں بہت کم ہوئی ہیں اور ہماری فصلوں کا بھی نقصان ہو رہا ہے دعا فرمائیں کہ اللہ رحمت کی بارش کر دے۔ آپ مسکرائے اور فرمانے لگے۔ آپ کا خیال ہے کہ میں گھر تک نہ پہنچ پاؤں۔ مجھے تو گاؤں سے نکل جانے دو۔ ابھی آپ گاؤں سے باہر تشریف لے کر ہی گئے تھے کہ موسلا دھار بارش شروع ہوگئی اور گاؤں والوں کی حیرت کی انتہا نہ رہی۔

محمد فاضل نمبر دار (چک نمبر ۲۱۴ گ ب تحصیل سمندری) بیان کرتے ہیں کہ آپ کے اخلاق اور شفقت کا یہ عالم تھا کہ سب انسانوں کو برابر کا درجہ دیتے تھے۔ محمد فاضل نے بیان کیا کہ ایک دفعہ آپ چک ۲۱۱ گ ب تشریف فرما تھے کہ خلیفہ اکبر صاحبؒ نے طعام کا بندوبست کیا۔ آپ جس کمرے میں تشریف فرما تھے وہاں کچھ اور احباب بھی بیٹھے ہوئے تھے چنانچہ خلیفہ اکبر صاحبؒ نے کہا کہ باقی دوست کمرے سے باہر چلے جائیں۔ اس پر دیگر دوستوں کے ساتھ آپ بھی تشریف لے گئے۔ خلیفہ اکبر صاحبؒ نے یہ منظر دیکھ کر عرض کیا کہ حضورؒ ہم نے آپ کو نہیں بلکہ دیگر لوگوں کو کہا تھا۔ جواب میں آپ نے فرمایا کہ وہ لوگ بھی تو میرے ہی ہیں اور میرے ساتھ ہیں لہٰذا ان لوگوں کو بھی بلاؤ۔ یہ آپ کے اخلاق کی اعلیٰ مثال ہے۔

صوفی ناہید الرحمٰن نقشبندی (موضع چک نمبر ۵۱۸ گ ب تحصیل گوجرہ) بیان فرماتے ہیں کہ آپ جب پہلی مرتبہ میرے ہاں تشریف لائے تو میرے مکان ابھی

نے عرض کی کہ حضور میری رہائش گاہ آپ کے شایانِ شان نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے اپنے نانا آقائے دو جہاں ﷺ کے دین کے لیے ایسی ایسی جگہ پر بھی شب و روز گزارے ہیں جہاں ساری ساری رات میرے اوپر مٹی گرتی رہتی تھی۔ میں مکانوں کو نہیں بلکہ لوگوں کی عقیدت اور ان کے قلبی ذوق کو مدنظر رکھتا ہوں۔ دین کی تبلیغ کے لیے خواہ مجھے کیسی ہی جگہ نصیب کیوں نہ ہو مجھے کوئی پرواہ نہیں۔ آپ کی نگاہ میں عشق مصطفیٰ ﷺ ایسا سمایا تھا کہ دُنیاداری کو کبھی خاطر میں نہ لاتے تھے۔

آپ اپنے معمولات شریعت و طریقت باقاعدگی سے ادا فرماتے۔ محافل ذکر میں ذکر خفی کثرت سے کرواتے اور اپنی بھرپور توجہ لوگوں کے دلوں پر ڈالتے۔ دوران ذکر اِسم ذات کی ایسی ضرب لگاتے کہ لوگوں پر وجد طاری ہو جاتا اور آہوں اور سسکیوں کا سماں بندھ جاتا۔ ساڑھے سات سال کا مختصر عرصہ، مسند دعوت و ارشاد پر فائز رہ کر اور اپنے بزرگوں کے فیض روحانیت سے لوگوں کو فیض یاب کرنے کے بعد بالآخر آپ ۱۳ اکتوبر ۱۹۹۱ء بمطابق ۱۴۱۲ ہجری کو بوقت عصر اس دُنیائے فانی سے عازمِ سفرِ آخرت ہو گئے۔

اِنا للہ و اِنا اِلیہِ رَاجِعُون۔

آپ کی نماز جنازہ اگلے دن صبح پہلے سینٹ جوزف ہائی سکول سیالکوٹ روڈ گوجرانوالہ میں ادا کی گئی۔ آپ کے جسد خاکی کو آلو مہار شریف لے جایا گیا، وہاں بھی نماز

جنازہ ادا ہوئی۔ آپ کی قبر انور اپنے والد گرامی حضرت خطیب الاسلام قدس سرہ کے مزار کی مغربی طرف ہے۔

شیخ طریقت خطیب العصر حضرت صاحبزادہ سید مرتضیٰ امین شاہ مدظلہ العالی

آپ ۵ ستمبر ۱۹۷۵ء بمطابق ۲۷ شعبان ۱۳۹۴ ہجری کو فیصل آباد میں پیدا ہوئے کیونکہ آپ کا ننھیال جڑانوالہ ہے، بچپن کا کچھ عرصہ وہیں گزارا۔ آپ اپنے والد گرامی حضرت پیر سید خالد حسن رحمۃ اللہ علیہ کے اکلوتے صاحبزادے ہیں۔

آپ کی زندگی کے ابتدائی نو سال اپنے عظیم المرتبت دادا حضرت خطیب الاسلام قدس سرہٗ کی آغوش ولایت میں گزرے۔ حضرت خطیب الاسلام قدس سرہٗ آپ سے انتہائی محبت اور شفقت فرماتے تھے۔ ایک مرتبہ حضرت خطیب الاسلام رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو اپنی آغوش میں لیا اور آپ کی دو بہنوں کو دائیں اور بائیں بٹھایا اور اپنے بیٹے حضرت صاحبزادہ سید خالد حسن شاہؒ کو فرمایا:

"یہ میرے ہیں ان کو کسی دوسرے کے پاس نہ لے کر جانا۔"

حضرت خطیب الاسلام قدس سرہ کے اس فرمان سے یہ واضح ہوتا ہے کہ آپؒ نے بچپن سے ہی صاحبزادہ سید مرتضیٰ امین کو اپنی بیعت میں قبول فرما لیا اور خود اپنے پوتے کی روحانی تربیت کے کفیل ہیں۔ بچپن کی ایک حسین یاد کو جناب محمد حنیف ورک (جو کہ حضرت خطیب الاسلام کے خاص مرید ہیں) بیان کرتے ہیں کہ نومبر ۱۹۷۸ء کو میں آپ کی

زیارت کے لئے آپ کی رہائش گاہ حاضر ہوا۔ میں نے دیکھا کہ آپ نے اپنے پوتے صاحبزادہ سید مرتضیٰ امین شاہ مدظلہ العالی کو اپنی آغوش ولایت میں لے کر فرمایا۔

"جس نے میرے حسنؓ و حسینؓ کو دیکھنا
ہے وہ میرے اس پوتے کر دیکھ لے۔ میرا یہ بیٹا
میری تصویر ہے اور یہ میرا خلا پُر کرے گا"۔

حضرت خطیب الاسلام قدس سرہ بطور فخر یہ فرمایا کرتے تھے کہ مجھے سات ولیوں کو گود میں بیٹھنے کی سعادت حاصل ہوئی۔۔۔اور صاحبزادہ سید مرتضیٰ امین شاہ مدظلہ العالی کی یہ فضیلت ہے کہ انہیں حضرت خطیب الاسلامؒ کی گود ملی۔

حضرت خطیب الاسلام قدس سرہ بعض اوقات آپ کو بچپن میں تبلیغی و روحانی دوروں پر ساتھ لے جاتے۔ آپ بیان فرماتے ہیں کہ بھکوڑے والی نزد فیصل آباد کا سفر تو مجھے یاد ہے۔ یوں محسوس ہوتا ہے کہ حضرت خطیب الاسلام قدس سرہ بچپن ہی سے آپ کو تبلیغی و روحانی دوروں کے لیے تیار فرما رہے تھے۔ کیونکہ حضرت خطیب الاسلام قدس سرہ کی نگاہِ ولایت دیکھ رہی تھی کہ اس بچے کو عالم جوانی ہی میں آستانہ عالیہ آلومہار شریف کی ذمہ داریوں کو سنبھالنا پڑے گا۔ لہٰذا عالم بچپن ہی سے تربیت شروع فرمادی۔

ابتدائی تعلیم کا آغاز سینٹ پیٹر سکول سے کیا۔ نرسری سے میٹرک تک اسی سکول میں زیر تعلیم رہے۔ ۱۹۹۳ء میں ایف۔ ایس۔ سی انجینئرنگ گورنمنٹ کالج گوجرانوالہ سے کی۔ آپ خود فرماتے ہیں کہ اس کے بعد میں نے پاکستان ائیر فورس کو

جوائن کرنے کی کوشش کی کیونکہ میری بچپن سے خواہش تھی کہ ائیر فورس میں شامل ہوں۔ وہاں کے ابتدائی امتحان میں ٹاپ کیا۔ ونگ کمانڈر نے بھی آپ کی ذہانت کو بڑا سراہا۔ لیکن نظر کی تھوڑی کمزوری کی وجہ سے آپ ائیر فورس جوائن نہ کر سکے۔

۱۹۹۵ء میں گورنمنٹ کالج لاہور سے بی اے پاس کیا اور لاہور یونیورسٹی آف مینجمنٹ سائنسز سے آپ نے ۱۹۹۷ء میں ایم بی اے فنانس کیا۔ اس کے بعد ایم اے اسلامیات (پرائیوٹ) پنجاب یونیورسٹی سے پاس کیا۔

سجادہ نشینی

اپنے والد گرامی کے وِصال کے بعد آپ آستانہ عالیہ آلومہار شریف کے سجادہ نشین مقرر ہوئے۔ اس وقت آپ کی عمر صرف سولہ سال تھی اور آپ فرسٹ ائیر کے طالب علم تھے۔ اِتنی کم عمری میں والد گرامی کی جدائی کا صدمہ اور آستانہ عالیہ کی عظیم ذمہ داریاں مگر آپ نے کمال فہم و فراست سے ان حالات کا سامنا کیا۔ آپ کی اپنے دادا کے ساتھ پہلی نسبت یہ ہے کہ وہ بھی عالم جوانی (بعمر ۲۲ سال) کو سجادہ نشین بنے اور آپ بھی عنفوان شباب (بعمر سولہ سال) میں سجادہ نشین بنے۔

آپ نے انتہائی محنت سے اپنی دینی قابلیت کو بڑھایا اور نکھارا ہے اور آستانہ عالیہ آلومہار شریف کی رونق میں کئی گنا اضافہ فرمایا ہے۔ آپ بہترین خطیب ہیں حضرت خطیب الاسلام قدس سرہ کا حسنِ تکلم آپ کی خطابت سے آشکار ہوتا ہے۔

آپ صاحب تصنیف ہیں اور آپ کی دو کتب منظر عام پر آ چکی ہیں۔

علی مع الحق (مطبوعہ ۲۰۰۰ء)

یہ حضرت علی المرتضی کرم اللہ وجہہ کے مناقب وفضائل پر مشتمل ہے۔

شعائر الحق (۲۰۰۴ء)

اس کتاب میں آپ نے حضرت منصور حلاج رحمۃ اللہ علیہ کے فلسفہ انا الحق کو بیان فرمایا ہے۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات کو بڑے ذوق سے پڑھتے ہیں اور اپنے عظیم المرتبت دادا حضرت خطیب الاسلام قدس سرہ کی طرح روحانی علوم میں آپ کی تسلی مکتوبات ربانی کے مطالعہ سے ہی ہوتی ہے۔

آپ حضرت خطیب الاسلام قدس سرہ کے پوتے ہیں جن کی خطابت ضرب المثل تھی وہی فیض خطابت آپ کی ذات اقدس میں بدرجہ اتم موجود ہے۔اپنی تعلیم مکمل کرنے کے بعد آپ نے ۲۰۰۱ء میں باقاعدہ خطابت کے میدان میں قدم رکھا۔یوں اپنے حسن تکلم سے مریدین ومتوسلین اور عوام کو دعوت قرآن سنت دے رہے ہیں۔

دعا ہے کہ اللہ رب العزت آپ کے علم، عمل اور اخلاص میں مزید اضافہ فرمائے۔آمین

☆☆☆

منقبت

الف آلو مہار وِچ آؤلوکو میرے پیر دا پاک جمال ویکھو
جس دا نام محمد امینؒ پیارا مکھ اُوس دا بدر مثال ویکھو
حصہ نور عرفان تھیں لو آ کے ولی رب دا مرد کمال ویکھو
سید راہ توحید دا دسدا اے آؤ طالبو شوق دے نال ویکھو

☆

بال کے شمع پریم والی میرے پیر جگ تے چانن لا دِتا
کِیاں عاشقاں وانگ پروانیاں دے آ کے اپنا آپ جَلا دِتا
ایہ موہوم ہستی پائمال کر کے پردہ دوئی دا دور ہٹا دِتا
حافظ رہے جہاں دے دھندیاں توں دل یارنوں جنہاں چا دِتا

☆

تے تکیاں سارا دربار یارو سب دُکھڑے دور ہو جاوندے نے
خواہش دِلاں دی ہوندی اے پوری روضے والڑے کرم کماوندے نے
صبح شام آپ دا فیض جاری سخی گنج توحید ورتاوندے نے
میرے پیر دی جنہاں حُب سینے ہار میدان نئیں کھاوندے نے

☆

☆

کی فیض الحسنؒ دی شان دساں کیتی زندگی دین تے قربان میاں
بے باغ ہے آلو مہار کھڑیا جتھے فیض الحسنؒ ہے جان میاں
فیض الحسنؒ اے سرکار سوہنڑیں کیتی فیض دی ندی رواں میاں
شاہ حسینؒ دا لاڈلا نور، نوشاہ نقشبند اے خاندان میاں

☆

مرزا قادیاں دی چھت تے چڑھ یا حیدرؒ دی اوتھے للکار دتی
جھنڈا ختم نبوت دا گڈ کے تے بھڑک شیراں وانگ سی مار دتی
کراں کربلاہور برپا اک میں خون زاہرہؓ دے اے پکار دتی
نبی پاک ﷺ دا جو گستاخ ملیا سید لتراں دی اونہوں مار دتی

☆

ایس ادیب خطیب حبیب ورگی کدی کیتی کسے تقریر وی اے
نئیں ایسا طرزِ بیان کسی دا اے نئیں ایسی وچ تاثیر وی اے
منبر رسول ﷺ تے چڑھ بولے محفل مست الست ہو جھومدی اے
مرحبا مرحبا دھوم پاندی کہندی روح اقبال تے روم دی اے

☆

بے مہار نوں پائے مہار میر کارواں آلو مہار دا اے
ترجماں تصوف لاثان قدرت اے بحرِ رموز واسرار دا اے
لال مصطفیٰؐ دا پیارا مرتضیٰؑ دا نورالعین زاہرہ پاکؑ دا اے
فیض الحسن صرف نام ای نئیں اے فیض حسنؑ حسینؑ دا اے

☆

چننؒ و چننؒ دے شاہی دربار شاہ مرتضیٰ قرآن دی صدا کردا
ولی، ابن ولی ابن ولی ، مریداں غمخواری اے جا کردا
نال رکھیں پیر وفا سنگیا ثناء اللہ اے ہو التجا کردا
کرے رب پیر دی شان اُچیری واسطے ایدے دعا کردا

☆

نوٹ: پہلی اور دوسری رباعی حافظ جھنڈا صاحبؒ کی بیان کردہ ہیں۔

☆☆☆

شجرہ حسبی نسبی سادات آلومہار شریف

1۔ امام علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ
2۔ امام حسین علیہ السلام
3۔ امام زین العابدینؒ
4۔ امام محمد باقرؒ
5۔ امام جعفر صادقؒ
6۔ امام موسیٰ کاظمؒ
7۔ امام علی رضاؒ
8۔ امام محمد تقیؒ
9۔ امام علی نقیؒ
10۔ سید ابوعبداللہ رحمۃ اللہ علیہ
11۔ سید احمد رحمۃ اللہ علیہ
12۔ سید علی اصغر رحمۃ اللہ علیہ
13۔ سید عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ
14۔ سید اسماعیل کرخی رحمۃ اللہ علیہ
15۔ سید عقیل رحمۃ اللہ علیہ
16۔ سید ہارون رحمۃ اللہ علیہ
17۔ سید زبیر رحمۃ اللہ علیہ
18۔ سید زید الدین رحمۃ اللہ علیہ
19۔ سید حمزہ رحمۃ اللہ علیہ
20۔ سید قاسم رحمۃ اللہ علیہ
21۔ سید ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ
22۔ سید محمد شجاع رحمۃ اللہ علیہ
23۔ سید سلطان محمود بھاکری (المعروف محمد مکی)
24۔ سید سلطان صدرالدین محمد (مدفن روہڑی، سندھ)
25۔ مخدوم سید نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ
26۔ سید رجب رحمۃ اللہ علیہ
27۔ سید خضر رحمۃ اللہ علیہ
28۔ سید حمزہ رحمۃ اللہ علیہ
29۔ سید خواجہ رحمۃ اللہ علیہ
30۔ سید رضا رحمۃ اللہ علیہ
31۔ سید میراں رحمۃ اللہ علیہ
32۔ سید امیر رحمۃ اللہ علیہ
33۔ سید محمد جیون رحمۃ اللہ علیہ
34۔ سید محمد رمضان رحمۃ اللہ علیہ
35۔ سید محمد چنن رحمۃ اللہ علیہ
36۔ سید محمد امین رحمۃ اللہ علیہ
37۔ سید محمد حسین رحمۃ اللہ علیہ
38۔ سید فیض الحسن رحمۃ اللہ علیہ
39۔ سید خالد حسن رحمۃ اللہ علیہ
40۔ سید مرتضیٰ امین مدظلہ العالی
41۔ سید امام مرتضیٰ مدظلہ العالی

ختم خواجگان نقشبندیہ آلومہار شریف

1۔ سورۃ فاتحہ	7بار	2۔ دورد خضری	100بار
3۔ سورۃ الم نشرح	79بار	4۔ سورۃ اخلاص	100بار
5۔ دورد خضری	100بار	6۔ سورۃ فاتحہ	100بار
7۔ یَا کَافِیَ الْمُہِمَّات	100بار	8۔ یَا حَلَّ الْمُشْکِلَات	100بار
9۔ یَا رَافِعَ الدَّرَجَات	100بار	10۔ یَادَافِعَ الْبَلِیَّات	100بار
11۔ یَاقَاضِیَ الْحَاجَات	100بار	12۔ یَاشَافِیَ الْاَمْرَاض	100بار
13۔ یَا مُنَزِّلَ الْبَرَکَات	100بار	14۔ یَا مُجِیْبُ الدَّعْوَات	100بار
15۔ یَا مُفَتِّحَ الْاَبْوَاب	100بار	16۔ یَا مُسَبِّبَ الْاَسْبَاب	100بار
17۔ یَا دَلِیْلَ الْمُتَحَیِّرِیْن	100بار	18۔ یَا خَیْرَ النَّاصِرِیْن	100بار
19۔ یَا غِیَاثَ الْمُسْتَغِیْثِیْن	100بار	20۔ اَغِثْنِی یَا رَسُوْلَ اللّٰہ	100بار
21۔ یَا اَرْحَمَ الرَّحِمِیْن	100بار	22۔ اَللّٰھُمَّ اٰمِیْن	100بار

نوٹ:

بے نماز، بے وضو، تمباکونوش اور دیگر منشیات استعمال کرنے والا اس ختم خواجگان کو پڑھ سکتا ہے نہ ہی ختم خواجگان کی محفل میں بیٹھ سکتا ہے۔ مزید براں ایسا شخص اُس تبرک یا لنگر کو بھی استعمال نہیں کرسکتا جس پر یہ ختم شریف پڑھا گیا ہو۔ اس ختم خواجگان کو انفرادی اور اجتماعی دونوں اطوار سے پڑھا اور سنا جاسکتا ہے۔

☆☆☆

شجرہ مبارکہ (اُردو)

فضل کر یارب محمد مصطفیٰؐ کے واسطے
سید کونین شاہ انبیاء کے واسطے

وفات: مدینہ طیبہ
۱۱ ربیع الاول ۱۱ھ

☆

دور کر غم دل میرے سے یا اللہ العالمین
ابوبکر صدیق اکبرؓ با صفا کے واسطے

وفات: مدینہ طیبہ
۲۲ جمادی الآخر ۱۲ھ

☆

درد کر اپنا عطا مسکین کو اے میرے کریم
حضرت سلمان فارسؓ اتقیاء کے واسطے

وفات: مدائن
۳۳ھ

☆

جو خیال غیر ہو دل سے اُٹھا دے والیا
شاہ قاسمؓ بن محمد ذولحیاء کے واسطے

وفات: مثلل
۱۰۷ھ یا ۱۰۸ھ

☆

کر عنایت درد اس بے درد کو میرے اللہ
جعفر صادقؓ امام اولیاء کے واسطے

وفات: مدینہ طیبہ
۱۵ رجب ۱۴۹ھ

☆

دے شراب شوق مجھ کو اے اللہ العالمین
قاسم کوثر، علی المرتضیٰؓ کے واسطے

وفات: کوفہ
۱۱ ربیع الاول ۱۱ھ

☆

بخش دے مجھ کو بحق فاطمہؓ بنت رسولؐ
فضل کر مجھ پر شہید کربلاؓ کے واسطے

وفات: مدینہ منورہ
۳ رمضان ۱۰ محرم ۶۱ھ

☆

دور کر رنج و عنا مسکین کا یا رب کریم
اس امام اولیاء، زین العباءؓ کے واسطے

وفات: مدینہ منورہ
۱۸ محرم ۹۴ھ

☆

عشق کر اپنا عطا مسکین کو اے رب غفور
حضرت باقرؓ، امام اصفیاء کے واسطے

وفات: مدینہ منورہ
۱۱۸ھ

☆

واضح رہے کہ امام جعفر صادقؓ کو دو اصحاب حضرت ابوبکرؓ اور حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے نسبت تھی۔

دو طرف کے فیض سے مخمور کر مجھ کو الٰہ
حضرت جعفرؓ، امام اصفیاء کے واسطے

وفات: مدینہ منورہ
۱۵ رجب ۱۴۹ھ

☆

وفات: بسطام
۱۵ شعبان ۲۶۹ھ

عشق اپنے کا چکھا مجھ کو مزا رب رحیم
شاہ سلطاں، بایزیدؒ اولیاء کے واسطے

☆

وفات: خرقان
۱۰ محرم ۴۲۵ھ

کر عنائت راہ عرفاں یا اللہ العالمین
بوالحسنؒ خرقان، کامل رہنما کے واسطے

☆

مست کردے جذب اپنے سے اللہ العالمین
حضرت منصورؒ، منظور اللہ کے واسطے
آپ کا اسم گرامی احمد بھی لکھا گیا ہے۔

☆

وفات: طوس
۴۷۷ھ

دور کر غفلت میری اے دو جہاں کے بادشاہ
بو علی شاہؒ حقیقت آشنا کے واسطے

☆

وفات: تاجکستان
۵۳۵ھ

شور "ھو" کا دل میرے میں ہو اللہ العالمین
شاہ ہمداں، یوسفؒ پیر ھدیٰ کے واسطے

☆

وفات: غجدوان
۵۷۵ھ

تشنگی کو دور کر، ساقی پلا آب حیات
عبد خالقؒ، ہادی راہ ھدیٰ کے واسطے

☆

وفات: ریوگر
۷۱۵ھ

یاد سے تیری کبھی غفلت نہ ہو رب ودود
حضرت عارف محمدؒ با صفا کے واسطے

☆

وفات: وابکنہ
۷۱۷ھ

محو کردے یا خدا، مسکین کو اپنے عشق میں
خواجہ محمودؒ، مرد با خدا کے واسطے

☆

وفات: خوارزم
(سفینۃ الاولیاء ۷۲۱ھ)

عمر بھر بے خود رہوں تیری محبت میں اللہ
شہ عزیزان علیؒ پیر ھدیٰ کے واسطے

☆

وفات: سماس
۷۵۵ھ

زاد راہ عشق تیرا، ہو عطا میرے اللہ
حضرت بابا سماسیؒ رہنما کے واسطے

☆

وفات: قصبہ سوخار
۸ جمادی الاول ۷۷۲ھ

رہ طریقت اور حقیقت کا دکھادے ہادیا
سید میر کلالؒ پیشوا کے واسطے

وفات: قصرِ عارفاں
۳ ربیع الاول ۷۹۱ھ

نقش کردے نام اپنا، میرے دل پر اے الٰہ
شاہ بہاؤالدینؒ، تاج اولیاء کے واسطے

☆

وفات: قصبہ چغانیاں
۲۰ رجب ۸۰۲ھ

نفس امارہ ہو، نفس مطمئنہ کا مطیع
حضرت عطارؒ، ہادی راہنما کے واسطے

☆

وفات: گلستان
۸۵۱ھ

کر غریقِ بحرِ عرفاں اے میرے رب رحیم
حضرت یعقوب چرخیؒ اولیاء کے واسطے

☆

وفات: سمرقند
۲۹ ربیع الاول ۸۹۵ھ

راز اپنا کر عطا، مسکین کی ہے التجا
خواجہ احرارؒ، پیر باصفا کے واسطے

☆

وفات: وخش
۹۳۶ھ

دل کو میرے ذوق اپنا عطا کر رب غفور
خواجہ زاہد محمدؒ باخُدا کے واسطے

☆

وفات: اسقرار
۹۷۰ھ

محوِ عشق اپنے میں کر مسکیں کو میرے کریم
خواجہ درویش محمدؒ رہنما کے واسطے

وفات: امکنہ
۱۰۰۸ھ

شر شیطانی سے مجھے بچا اے ہادیا
خواجہ امکنگیؒ امام اتقیاء کے واسطے

☆

وفات: دہلی
۱۰۱۲ھ

ماسوا تیرے نہ ہو کوئی بھی مجھ کو آرزو
شیخ باقی باللہؒ پیر بےریا کے واسطے

☆

وفات: سرہند
۲۷ صفر ۱۰۳۴ھ

سر اپنا کر عطا، دل کو میرے، میرے خُدا
خواجہ شیخ احمد مجددؒ رہنما کے واسطے

☆

وفات: سرہند
۱۰۷۹ھ

درد اپنا بخش دے، تیرے سوا کس کو کہوں
خواجہ معصومؒ پیر باصفا کے واسطے

☆

وفات: سرہند
۱۱۱۴ھ

شیشۂ دل کو منور، کر شعاعِ عشق سے
شیخ کامل حجۃ اللہؒ رہنما کے واسطے

☆

وفات: سرہند
۱۱۵۲ھ

غم دین و دنیا دور ہو دل سے الٰہ
خواجہ پیر زبیرؒ با خُدا کے واسطے

حل کر مشکل میری کو یا اللہ العالمین
خواجہ اشرف محمدؒ پیشوا کے واسطے

بعض شجروں میں انکا اسم گرامی محمد قطب الدین لکھا گیا ہے۔

وفات: مدینہ منورہ
۱۱۸۰ھ

☆

بھول جاؤں خود کو تیرے شوق میں رب کریم
شاہ جمالؒ رہبر راہ ہدیٰ کے واسطے

وفات: رامپور
۱۲۰۹ھ

☆

رہے خود نہ رہے کوئی خودی کی آرزو
شاہ عیسیٰؒ رہبر راہ خُدا کے واسطے

وفات: ڈیرہ اسمٰعیل خاں
۱۲۲۰ھ

☆

"خود" کو بدلے "تو" رہے دل میں میرے، اے اللہ
خواجہ فیض اللہؒ ولی باصفا کے واسطے

وفات: تنزی، تراہ
۱۲۴۵ھ

☆

کر منور دل میرے کو، نور اپنے سے خُدا
حضرت نور محمدؒ پیشوا کے واسطے

وفات: چورہ، اٹک
۱۲۸۶ھ

☆

کر ہدایت ہادیا یہ عرض ہے مسکین کی
نامدارؒ ہادی راہ ہدا کے واسطے

وفات: نتھیال
تقریباً ۱۲۶۹ھ

مظہر نور حقیقت، مخزن اسرار ھُو
قرۃ العینؓ و رسولؐ و مرتضیٰؓ کے واسطے

☆

قبلہ کونین حضرت، کعبہ دارین ما
شاہ چنّنؒ سر نشین اولیاء کے واسطے

وفات: آلومہار
۱۳۰۸ھ

☆

حامل سر طریقت حضرت سید امینؒ
کر عطا اس کی محبت مصطفیٰؐ کے واسطے

وفات: آلومہار
۱۳۳۱ھ

☆

عارف سر، محمد حسینؒ دانائے راہ
دے دِکھا راہ ہدیٰ، صل علیٰ کے واسطے

وفات: آلومہار
۱۳۵۱ھ

☆

سید فیض الحسنؒ کو بخش دے میرے خُدا
شاہ چنّنؒ مرد کامل رہنما کے واسطے

وفات: گوجرانوالہ
۱۴۰۵ھ

☆

جرعہ اپنے عشق کا مجھ کو چکھا دے ساقیا
خواجہ خالد حسنؒ مردِ خُدا کے واسطے

وفات: گوجرانوالہ
۱۴۱۲ھ

دست بستہ پیش کرتے شجرہ آلو مہار
مرتضیٰ اور امام تیری رضا کے واسطے

☆☆☆

اسناد درود تاج شریف

فوائد وفضائل اس کے اس قدر ہیں کہ احاطہ تحریر میں نہیں آسکتے مگر مختصراً کچھ بیان کیا جاتا ہے

اول۔ اگر کوئی شخص زیارت جمال بے مثال آنحضرت ﷺ کی آرزو دل وجان سے رکھتا ہو تو عروج ماہ میں شب جمعہ کو بعد فراغت نماز عشاء کے باوضو ہو کر پاک خوشبودار کپڑے پہن کر ایک سوستر بار اس درود شریف کو پڑھ کر سو رہے۔ گیارہ راتیں اسی طرح پڑھے انشاء اللہ زیارت بابرکت آنحضرت ﷺ سے مشرف ہوگا۔

دوم۔ واسطے صفائی قلب کے ہر روز بعد نماز صبح کے سات مرتبہ اور بعد نماز عصر و عشاء کے تین تین مرتبہ ورد رکھے۔

سوم۔ واسطے دفع سحر اور آسیب جن اور شیاطین اور وبا اور فساد، چیچک وغیرہ امراض کے لیے گیارہ مرتبہ پڑھ کر دم کرے۔

چہارم۔ واسطے دفع رنج والم اور افلاس کے چالیس راتیں بعد نماز عشاء اکتالیس مرتبہ پڑھے۔

پنجم۔ واسطے کشائش رزق کے سات بار بعد نماز صبح کے ورد رکھے۔

ششم۔ واسطے مواصلت طالب ومطلوب کے اور ہر مقصود کے، بعد نصف شب کے باوضو چالیس مرتبہ صدق دل سے پڑھے انشاء اللہ مطلب دلی اس کا جلد حاصل ہوگا۔ لیکن شرط یہ ہے کہ کسی کامل بزرگ سے اجازت لے کر پڑھے تاکہ فائدہ حاصل ہو۔

درودِ تاج

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ صَاحِبِ التَّاجِ وَالْمِعْرَاجِ
وَالْبُرَاقِ وَالْعَلَمِ ط دَافِعِ الْبَلَاءِ وَالْوَبَاءِ وَالْقَحْطِ وَالْمَرَضِ وَالْاَلَمِ ط
اِسْمُهٗ مَکْتُوْبٌ مَّرْفُوْعٌ مَّشْفُوْعٌ مَّنْقُوْشٌ فِی اللَّوْحِ وَالْقَلَمِ سَیِّدِ
الْعَرَبِ وَالْعَجَمِ جِسْمُهٗ مُقَدَّسٌ مُّعَطَّرٌ مُّطَهَّرٌ مُّنَوَّرٌ فِی
الْبَیْتِ وَالْحَرَمِ ط شَمْسِ الضُّحٰی بَدْرِ الدُّجٰی صَدْرِ الْعُلٰی
نُوْرِ الْهُدٰی کَهْفِ الْوَرٰی مِصْبَاحِ الظُّلَمِ جَمِیْلِ الشِّیَمِ ط شَفِیْعِ
الْاُمَمِ صَاحِبِ الْجُوْدِ وَالْکَرَمِ ط وَاللّٰهُ عَاصِمُهٗ وَجِبْرِیْلُ
خَادِمُهٗ وَالْبُرَاقُ مَرْکَبُهٗ وَالْمِعْرَاجُ سَفَرُهٗ وَسِدْرَةُ الْمُنْتَهٰی
مَقَامُهٗ وَقَابَ قَوْسَیْنِ مَطْلُوْبُهٗ وَالْمَطْلُوْبُ مَقْصُوْدُهٗ وَالْمَقْصُوْدُ
مَوْجُوْدُهٗ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ خَاتَمِ النَّبِیّٖنَ شَفِیْعِ الْمُذْنِبِیْنَ
اَنِیْسِ الْغَرِیْبِیْنَ رَحْمَةٍ لِّلْعٰلَمِیْنَ رَاحَةِ الْعَاشِقِیْنَ مُرَادِ
الْمُشْتَاقِیْنَ شَمْسِ الْعَارِفِیْنَ سِرَاجِ السّٰلِکِیْنَ مِصْبَاحِ
الْمُقَرَّبِیْنَ مُحِبِّ الْفُقَرَاءِ وَالْغُرَبَاءِ وَالْمَسٰکِیْنِ سَیِّدِ
الثَّقَلَیْنِ نَبِیِّ الْحَرَمَیْنِ اِمَامِ الْقِبْلَتَیْنِ وَسِیْلَتِنَا فِی الدَّارَیْنِ
صَاحِبِ قَابَ قَوْسَیْنِ مَحْبُوْبِ رَبِّ الْمَشْرِقَیْنِ وَرَبِّ
الْمَغْرِبَیْنِ جَدِّ الْحَسَنِ وَالْحُسَیْنِ مَوْلٰنَا وَمَوْلَی الثَّقَلَیْنِ
اَبِی الْقَاسِمِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ نُوْرٍ مِّنْ نُّوْرِ اللّٰهِ ط یٰاَیُّهَا
الْمُشْتَاقُوْنَ بِنُوْرِ جَمَالِهٖ صَلُّوْا عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا

اسناد درود خضری

صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی حَبِیبِہٖ مُحَمَّدٍ وَّ آلِہٖ وَ سَلَّمَ

درود خضری الفاظ کے لحاظ سے مختصر ہے مگر معنی کے لحاظ سے جامع ہے۔اس درود پاک کے فوائد بے پناہ ہیں۔سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ اس درود شریف کو پڑھنے والا حضور ﷺ کا غلام بن جاتا ہے۔اور دین و دنیا میں اسے کسی چیز کی کمی نہیں رہتی اور وہ سکون سے مالا مال ہو جاتا ہے۔اس درود شریف کے پڑھنے والے کے لیے مال و دولت کی تنگی ختم کر دی جاتی ہے اور خزانہ غیب سے اس کی مدد کی جاتی ہے۔

درود خضری ایک ایسا درود پاک ہے جس کے ورد سے نہ صرف روضہ رسول ﷺ پر حاضری نصیب ہوتی ہے بلکہ محبت رسول ﷺ میں اضافہ ہوتا ہے اور مراد دین اس میں پائی جاتی ہے۔فی الحقیقت دورد خضری ایک بڑی نعمت ہے۔درود خضری حضرت خضر علیہ السلام کی طرف سے امت محمدیہ کو ایک تحفہ ملا ہے اور اولیائے کرام کا ورد ہے۔جو شخص اس درود پر کثرت سے عمل کرے گا اسے کعبۃ اللہ اور روضہ رسول ﷺ کی زیارت نصیب ہوگی۔

سمرقند بخارہ کے ایک صاحب جن کی کنیت ابو المظفر ہے کہیں سفر میں جا رہے تھے کہ راستہ بھٹک گئے۔بڑے شش و پنج میں پڑ گئے اتنے میں سامنے سے ایک صاحب نے آواز دے کر بلوایا۔یہ صاحب جاتے ہوئے دل میں سوچ رہے تھے کہ یہ غالباً حضرت خضر علیہ السلام ہوں گے۔جب قریب پہنچے تو سلام کیا اور نام پوچھا کہ آپ کا

کیا نام ہے؟ بلانے والے صاحب نے اپنا نام حضرت خضر علیہ السلام بتایا اور ان کے ساتھ میں ایک ساتھی بھی تھے ان کا نام الیاس علیہ السلام بتایا اور تینوں ایک سواری پر سوار ہوکر روانہ ہوگئے۔ اس مسافر شخص نے حضرت خضر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ آپ نے حضور انور ﷺ کو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ فرمایا ہاں۔ پھر دوسری بات پوچھی کہ حضور اکرم ﷺ کے ارشادات یاد ہیں۔ فرمایا ہاں۔ پھر کہا کہ آپ علیہ السلام کے پاس کوئی خاص بات حضور اقدس ﷺ کی یاد ہو تو بتلائیں کہ میں صحیح روایت بیان کرسکوں تو میں نے حضرت خضر علیہ السلام سے سنا اور حضرت خضر علیہ السلام نے حضور ﷺ سے سنا کہ میں آپ ﷺ کی مجلس میں بیٹھا ہوا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو انسان چاہے کہ دل کا کھوٹ۔ دل کا کینہ، دل کا میل، غصہ، حسد، بغض اور اخلاق رذیلہ دور ہو جائیں تو وہ اِس درود شریف کو پڑھے۔ اللہ تعالیٰ اِس درود شریف کی برکت سے سارے اخلاق رذیلہ دور فرمادیں گے۔ وہ درود شریف یہ ہے جس کو درود خضری بھی کہا جاتا ہے۔

صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّ آلِهٖ وَ سَلَّمَ

درود خضری حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمودہ درود شریف ہے اور جو منبع فیوض و برکات ہے۔ یہ تمام درودوں میں اسم اعظم کا درجہ رکھتا ہے بارگاہ رسالت ﷺ کا منتخب شدہ اور پسندیدہ ہے۔ قرب مصطفوی ﷺ اس درود شریف کے قاری کے نصیبہ میں لکھ دیا جاتا ہے۔ اولیائے نقشبند کا مجاہدہ اور وظیفہ یہی درود شریف ہے جس سے پہلے ہی روز قرب محمدی ﷺ سے نواز دیا جاتا ہے۔ یہ درود شریف

پڑھنے والے کی تربیت روح اقدس ﷺ سے ہوتی یا وہ زیر تربیت حضرت خضر علیہ السلام دے دیا جاتا ہے۔ بدیں وجہ یہ درود خضری کے نام سے بھی موسوم کیا جاتا ہے۔

حضرت خواجہ سید محمد امین شاہؒ تاجدار آلومہار شریف روزانہ پانچ ہزار مرتبہ درود شریف پڑھتے اور تلقین فرماتے تھے۔ حکیم الامت علامہ اقبالؒ کو بھی آپؒ نے اسکی تلقین فرمائی جسے علامہ اقبال نے اپنی آخری عمر تک جاری رکھا۔ گھر کے اتفاق اور وسعت رزق کے لیے بھی ارشاد فرماتے تھے۔ حضرت میاں شیر محمد شرقپوریؒ بھی اس درود شریف کو روزانہ پانچ ہزار مرتبہ پڑھتے اور پڑھاتے تھے۔ درود شریف پڑھنے والوںکو محبت اور خوشی سے فرشتہ کہتے۔ فرشتے بھی درود شریف کے جھڑے ہوئے نوری پھول ہیں۔

درود خضری کو اگر روزانہ بعد از نماز فجر ایک بار پڑھ کر پانی پر دم کر کے تمام بچوں کو نہار منہ پلا دیا جائے تو بچے فرماں بردار اور نیک ہو جائیں گے اور والدین کا حکم مانیں گے۔ انشاء اللہ۔

حضرت شیخ احمد عبدالجواد رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب "صلوٰۃ المحبین علیٰ حبیب رب العالمین" میں فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں نبی کریم ﷺ کی زبان مبارک سے درود شریف خضری سنا ہے۔ حضرت اسماعیل شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تہجد کی بارہ رکعت پڑھنی چاہیے۔ پہلی رکعت میں پانچ بار اور دوسری رکعت میں تین بار سورۃ اخلاص پڑھے اور نماز تہجد کے بعد پانچ سو مرتبہ درود خضری پڑھے۔ یہ درود شریف دو زانو ہو کر پڑھنا رب کریم کو بہت پسند ہے اور تہجد ہی دعائے سحر گاہی ہے۔

حضرت خضر علیہ السلام اور حضرت الیاس علیہ السلام سے روایت ہے کہ ہم نے حضور نبی کریم ﷺ کو منبر پر فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص صلی اللہ والہٖ وسلم کہتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لیے اپنی رحمت کے ستر دروازے کھول دیتا ہے۔

حضرت علامہ امام یوسف بن اسماعیل رحمتہ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ حضرت علامہ سخاوی رحمتہ اللہ علیہ نے روایت کی ہے کہ ایک مرد ملک شام سے آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میرا باپ بوڑھا ہے اور آپ ﷺ کے پیارے دیدار کا پیاسا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اپنے والد سے کہنا کہ سات ہفتے تک یہ درود شریف پڑھے تو وہ مجھے نیند میں دیکھے گا۔ اس کے والد نے ایسا ہی کیا اور حضور ﷺ کے دیدار سے مشرف ہوا۔

☆☆☆

وظائف

وظیفہ برائے کشائش رزق

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

یَا مُفِیْدُ یَا غَفُوْرُ یَا وَدُوْدُ اَغْنِنِیْ بِحَلَالِکَ عَنْ حَرَامِکَ وَبِطَاعَتِکَ عَنْ مَعْصِیَتِکَ وَبِفَضْلِکَ عَمَّنْ سِوَاکَ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ.

روزانہ بروز جمعۃ المبارک بوقت عصر ۷ مرتبہ پڑھیں۔

وظیفہ برائے مشکل کشائی

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ

کم از کم تین تسبیح روزانہ بوقت فجر

وظیفہ برائے حاجت روائی

حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَکِیْل

450 مرتبہ روزانہ بوقت عصر

وظیفہ برائے باہمی اتفاق

وَنَزَعْنَا مَا فِیْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ اِخْوَانًا عَلٰی سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِیْنَ

اس آیت کو ہر فرض نماز کے بعد ۱۱ مرتبہ پڑھ کر آسمان کی طرف منہ کر کے پھونک دیں۔

وظیفہ برائے حفظ وامان

بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ

یہ دعا صبح وشام ۲۱ مرتبہ پڑھ کر طالب کو پھونک دیں۔

(تمام وظائف کے اول وآخر ایک مرتبہ درود ابراہیمی)

باجازت:
فقیر درگاہ آلو مہار شریف
مرتضیٰ امین

شجرہ مبارکہ

خواجگان نقشبندیہ مجددیہ امینیہ

بطرز دیگر

از حافظ عبدالعلی مرحوم عرف حافظ جھنڈاؒ

بخش اجر اس ختم دا یا رب نبی ﷺ مختار نوں
ہادی خلقت محمد ﷺ سید الابرار نوں

بخش دے اپنے کرم تھیں یا الٰہ العالمین
آل نوں اصحاب نوں ہر اک نبی دے یار نوں

حضرت صدیقؓ نوں اس ختم تھیں بخشیں ثواب
حضرت سلمانؓ ہور قاسمؒ پیارے یار نوں

جعفر صادقؒ ولی ہور اولیائے بایزیدؒ
بوالحسنؒ خرقان بوالمنصورؒ نیکوکار نوں

خواجہ احمدؒ ولی ہور اولیائے بوعلیؒ
یوسف ہمدانؒ ، کامل مرد بزرگ وار نوں

عبدالخالقؒ غجدوانی نوں پہنچا یارب ثواب
حضرت عارف محمدؒ پیر پرانوار نوں

خواجہ محمود انجیرؒ ، حضرت علی رامیتنیؒ
بخش دے بابا سماسیؒ صاحب اذکار نوں

بہرہ ور اس ختم تھیں کر اے خدا امیر کلالؒ
نقشبند خواجہ بہاؤالدینؒ اپنے یار نوں

علاؤالدینؒ ، یعقوب چرخیؒ ہور عبیداللہؒ نوں
حضرت خواجہ محمد زاہدؒ یابعدار نوں

خواجہ درویش محمدؒ ، حضرت امکنگیؒ
خواجہ باقی اللہؒ، صاحب واقف اسرار نوں

خواجہ شیخ احمدؒ مجدد الف ثانی رہنما
بخش یا رب فضل تھیں معصومؒ اپنے یار نوں

حجتہ اللہؒ پیر کامل حضرت خواجہ زبیرؒ
پیر قطب الدینؒ کامل اپنے عاشق زار نوں

حضرت خواجہ جمال اللہؒ و عیسیٰؒ رہنما
پیر فیض اللہ کامل مرد نیکو کار نوں

خواجہ نور محمدؒ پیر ہادی نامدارؒ
بخش میرے پیر چنن شاہؒ بزرگوار نوں

شاہ محمد امینؒ نوں پہنچا ثواب اس ختم دا
بخش برکت آپ دی اولاد پر انوار نوں

شاہ محمد حسینؒ تے کر فضل اپنا ذوالجلال
جد جس دی نے پہنچایا فیض حافظ یار نوں

ابنِ حیدر شیخ کامل خواجہ فیض الحسنؒ

کر کامل مغفرت اِس مرد خوش گفتار نوں

پیر چن خالد حسنؒ بے ریا تے باوفا

ہو شفاعتِ مصطفیٰ درویش خوش اطوار نوں

دست بستہ پیش کردے شجرۂ آلو مہار

مرتضیٰ تے امامَ اس نقشبند دربار نوں

☆☆☆

خطۂ اولیاء آلومہار شریف پر روح پرور تبلیغی اجتماعات

سالانہ بڑا عرس

مورخہ 23 مارچ دن دس بجے تا بعد از نماز فجر

حضرت ثانی خواجہ سید محمد امین شاہ رحمتہ اللہ علیہ

خطیب الاسلام صاحبزادہ سیّد فیض الحسن رحمتہ اللہ علیہ

سالانہ چھوٹا عرس

مورخہ 21 اکتوبر دن بارہ بجے تا نماز عصر

شمس الہند خواجہ سیّد محمد چنن شاہ رحمتہ اللہ علیہ

زبدۃ العارفین خواجہ سیّد محمد حسین شاہ رحمتہ اللہ علیہ

قطب الاولیاء صاحبزادہ سیّد خالد حسن رحمتہ اللہ علیہ (المعروف چن پیر)

بمقام : آستانہ عالیہ آلومہار شریف

092-300-9646110